عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | یکم تا ۷ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۴

دلوں پر گناہوں کے مہلک اثرات

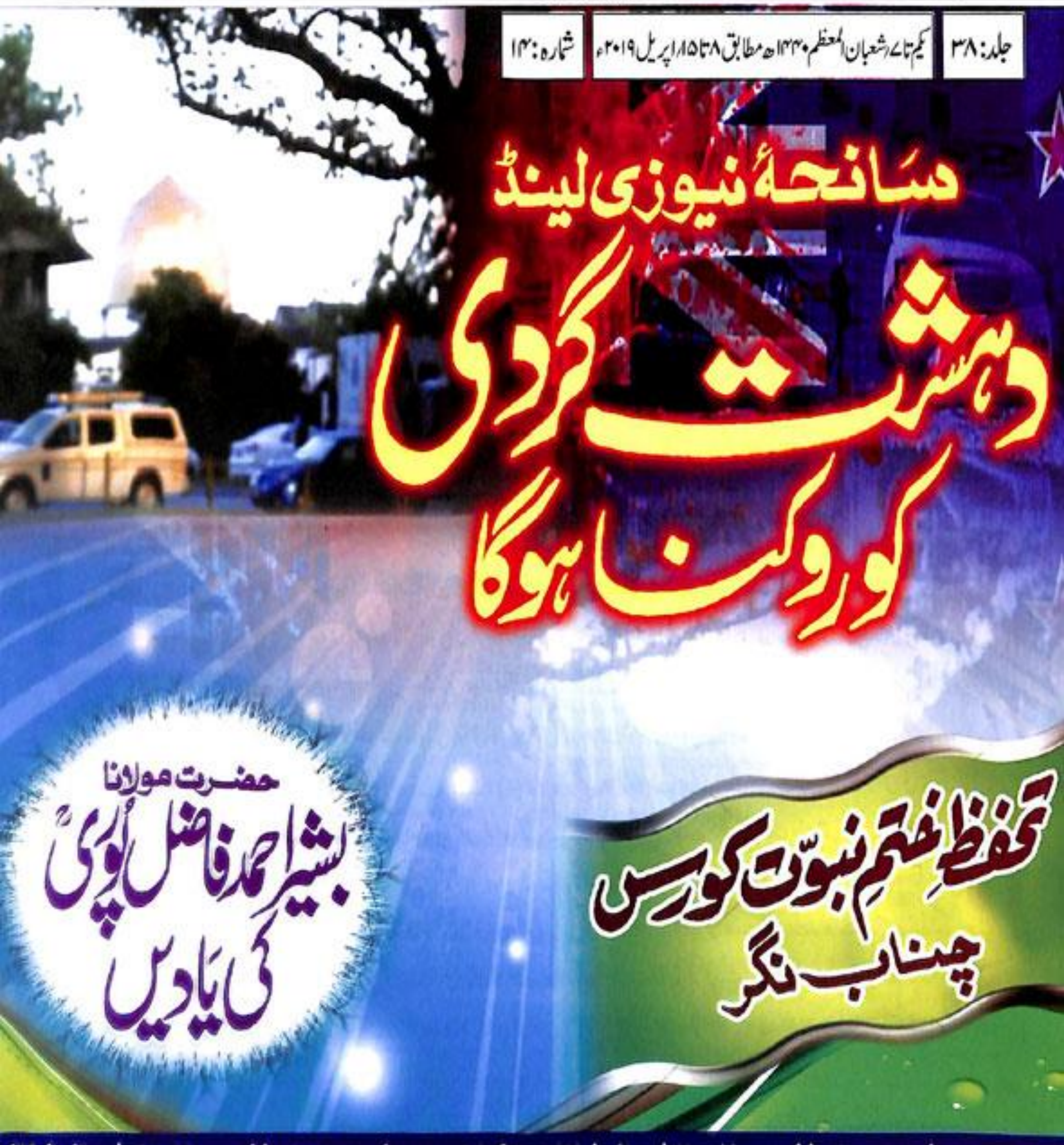

سانحۂ نیوزی لینڈ
دہشت گردی کو روکنا ہوگا

حضرت مولانا بشیر احمد فاضل لورپوریؒ کی یادیں

تحفظِ ختمِ نبوت کورس چناب نگر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

گواہوں کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا

س:......لڑکا اور لڑکی نے موبائل فون پر نکاح کیا، یعنی فقط ایجاب و قبول ہوا اور حال یہ ہے کہ اس وقت کوئی گواہ بھی نہیں۔ لڑکی نے جب قبول کیا تو اس وقت اس کے ذہن میں یہ تھا کہ اس طرح نکاح نہیں ہوتا گواہوں کی غیر موجودگی میں اور اب بھی وہ لڑکی اس بات کی قائل ہے کہ نکاح ہو ہی نہیں سکتا بغیر گواہوں کے جبکہ وہ لڑکا اور کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ نکاح ہو چکا ہے، کیونکہ ایجاب وقبول ہو گیا ہے، اگرچہ گواہ موجود نہیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے جب تک اس کا ولی اس پہلے کئے ہوئے نکاح کو رد نہیں کر دیتا؟ بہرحال اگر نکاح نہیں ہوا تو بہت اچھا، لیکن اگر ہو چکا ہے تو یہ بتائیے کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ اس کے بعد خلوت صحیحہ بھی ہوئی ہے تو کیا اگر دوسرا نکاح کرنا پڑے تو لڑکی پر عدت لازم ہوگی کہ نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں مذکورہ نکاح منعقد نہیں ہوا، کیونکہ نکاح کے لئے لڑکی اور لڑکے کا یا ان کی طرف سے جو وکیل ہو ان کا ایک مجلس میں موجود ہونا شرط ہے۔ اسی طرح دو عاقل بالغ مردوں کا یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا بھی شرط ہے، لہٰذا ان شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ لڑکی اور لڑکے کے درمیان جب نکاح ہی نہیں ہے تو تعلقات قائم کرنا زنا شمار ہوگا۔ ان دونوں کو فوراً علیحدہ ہو جانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ جب نکاح ہی نہیں ہوا تو عدت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ زنا کی کوئی عدت نہیں ہوتی۔

عدت میں نکاح

س:......مسئلہ یہ ہے کہ شادی کے دو سال بعد لڑکی کو طلاق دی گئی، لڑکی کے دو بچے بھی ہیں، پھر اس لڑکی نے بغیر عدت گزارے ایک سال بعد دوبارہ نکاح کیا۔ پھر تین دن کے بعد دوسرے شوہر نے طلاق دی، لڑکی نے اس کی بھی عدت نہیں گزاری اور ایک ہفتہ بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیا اور زوجہ اول نے دوسری شادی بھی کر لی ہے۔ کیا اب دوبارہ ان کا ساتھ رہنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:......واضح رہے کہ طلاق ہونے کے ساتھ ہی عدت شروع ہو جاتی ہے اور مطلقہ کی عدت اگر حاملہ نہ ہو تو تین ماہواریاں ہیں۔ طلاق کے بعد اگر مکمل تین ماہواریاں گزر گئیں تو عدت پوری ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا نکاح جو حلالہ کی شرط کے ساتھ کیا، یہ نکاح منعقد تو ہو گیا لیکن حلالہ کی شرط پر نکاح نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ حدیث شریف میں حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے والے اور کرنے والی دونوں پر لعنت آئی ہے۔ بہرحال اگر دوسرے شوہر نے نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کر کے پھر طلاق دے دی تو یہ حلالہ درست ہو گیا۔ ایسی صورت میں عورت کو اس کی عدت گزارنا واجب ہے، بغیر عدت گزارے ایک ہفتہ میں ہی پہلے شوہر سے جو نکاح کر لیا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا، کیونکہ عدت میں نکاح نہیں ہو سکتا اور یہ عورت ابھی تک دوسرے شوہر کی عدت میں ہے۔ عدت پوری کرنے کے بعد یہ پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ فی الحال پہلے شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ عدت پوری ہونے کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ — یکم تا ۷؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍اپریل ۲۰۱۹ء — شمارہ:۱۴

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سانحہ نیوزی لینڈ.... دہشت گردی کو روکنا	۷	سلطان محمود ضیاء
حضرت مولانا بشیر احمد فاضل پوریؒ کی یادیں	۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تبصرہ بر ”نقد ونظر“	۱۵	مولانا محمد جہان یعقوب
خواتین کے لئے تحفظ ختم نبوت کورس	۱۹	مرسلہ: ث-ع، کراچی
دلوں پر گناہوں کے مہلک اثرات	۲۱	مفتی تنظیم عالم قاسمی
تھالی کا بینگن (۱۰)	۲۴	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
مولانا شجاع آبادی کے پروگرامز	۲۶	ادارہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

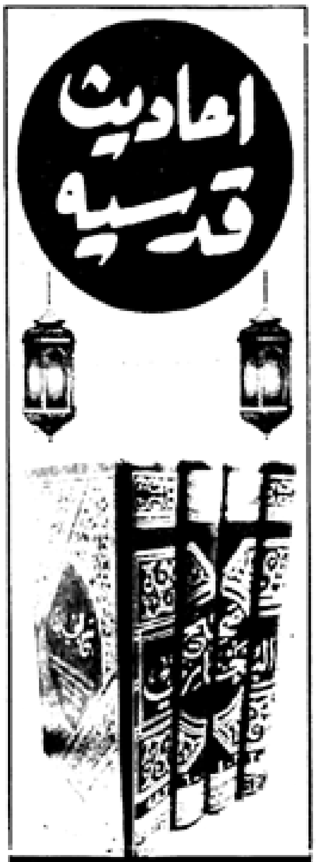

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

قیامت

حدیث قدسی ۸: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے: بے شک میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پیچھے جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا ایک شخص قیامت میں لایا جائے گا، پس حضرت حق کی جانب سے حکم دیا جائے گا کہ اس کے روبرو اس کے صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں اور اس کے کبیرہ گناہوں کو اس کے سامنے پیش نہ کیا جائے۔ پس اس کہا جائے گا تو نے فلاں دن یہ کام کیا اور فلاں دن ایسا ایسا کیا؟ یہ بندہ کہے گا: ہاں! اس کو انکار کرنے کی طاقت و ہمت نہ ہوگی اور یہ بندہ کبیرہ گناہوں کے خیال سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں وہ پیش نہ ہو جائیں۔

پس حضرت حق کی جانب سے کہا جائے گا کہ اچھا اس بندے کے لئے ہر گناہ کے بدلے میں ایک ایک نیکی۔ یہ بشارت اور مہربانی دیکھ کر جلدی سے کہے گا: اے میرے رب! میں نے بعض اعمال اور بھی کئے تھے ان کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں نظر آ گئیں۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب بندہ دیکھے گا کہ یہاں تو عجیب رحمت کا معاملہ ہے کہ گناہ کی جگہ نیکی مل رہی ہے تو خوشی میں آ کر کبیرہ گناہوں کو خود ہی پوچھنے لگے گا، حضرت ابوہریرہؓ نے یہ جو کہا کہ کچلیاں نظر آنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عام عادت سے زیادہ ہنسے، کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی تبسم اور مسکراہٹ سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بہت زیادہ ہنستے تھے تو صرف کچلیاں نظر آ جایا کرتی تھیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نماز جنازہ کا وقت

س:......نماز جنازہ کی دعا کیا ہے؟

ج:......تیسری تکبیر میں ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری مرتبہ تکبیر اللہ اکبر کہیں اور اگر میت بالغ (مرد یا عورت) ہے تو یہ دعا پڑھیں:

”اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثنا. اللّٰھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! بخش دیجئے ہمارے زندہ اور مُردہ کو اور ہمارے حاضر اور غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو۔ اے اللہ! جس کو آپ ہم میں سے زندہ رکھیں تو اُسے اسلام پر زندہ رکھیں اور جس کو آپ ہم میں سے وفات دیں تو اسے ایمان پر وفات دیجئے۔“

اگر میت نابالغ بچہ یا مجنون ہو تو یہ دعا پڑھیں:

”اللّٰھم اجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجراً وذخراً واجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو ہمارے لئے پیشرو بنادے اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنادے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا گیا بنادے۔“

اگر بچی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

”اللّٰھم اجعلھا لنا فرطاً واجعلھا لنا اجراً وذخراً واجعلھا لنا شافعۃً ومشفعۃً۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو ہمارے لئے پیشرو بنادے اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنادے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی گئی بنادے۔“

اس کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر چوتھی مرتبہ تکبیر اللہ اکبر پڑھیں اور دونوں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھتے ہوئے سلام پھیر دیں۔ اس کے بعد جنازے کو اٹھالیا جائے شریعت سے اتنا ہی ثابت ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۳۸واں سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہر سال کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ کے امتحانات کے اختتام سے متصل ۶؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ سے رب کریم کی توفیق سے ’’مدرسہ عربیہ ختم نبوت‘‘ مسلم کالونی چناب نگر چنیوٹ میں ۳۸واں سالانہ ۲۰روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز ہوگا۔

فتنہ قادیانیت کی ابتداء ہندوستان کی سرزمین سے ہوئی، جہاں پر اکابرین امت نے اس فتنہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے اپنی تمام تر خداداد صلاحیتیں اس کے لئے وقف کردیں۔ چونکہ فتنہ قادیانیت کی پشت پناہی ہندوستان پر قابض انگریز کر رہے تھے، اس لئے علماء کرام اور عوام الناس کو مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کے تحفظ کے لئے بہت بڑی قربانی دینی پڑی، فتنہ قادیانیت نے جس رنگ و روپ، جس زبان و انداز اور جس طریقہ کار سے امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی، علماء امت نے اسی انداز میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی اور امت کے ایمان و عقیدہ پر دن، رات پہرہ دیا۔ مرزا غلام قادیانی اور پھر اس کے بعد حکیم نورالدین اور بشیرالدین محمود نے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور انہیں دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے۔ ان کے مربیوں نے اسکول، کالج، یونیورسٹیوں کا رخ کیا تو علماء کرام نے بھی اسی رخ اور سمت میں ان کا مقابلہ کیا۔ اسکولز اور کالجز میں پڑھنے والے مسلمان طلباء کے علاوہ عام مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے متعلق علمی و عملی آگاہی دینے کے علاوہ اسی رخ پر ان کی تعمیری ذہن سازی کی۔ نوجوان نسل کسی بھی ملک و ملت کا بہترین اور مضبوط ترین سرمایہ ہوتی ہے، اس کو تعمیری اور فکری ذہن دینا یہ اصل کامیابی ہے۔ اسی فارمولے کو اپناتے ہوئے علماء ختم نبوت کے سرخیل صدرالمدرسین، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا خدابخشؒ جیسے عظیم المرتبت بزرگوں نے تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے امت کو باخبر رکھنے کے لئے کورس منعقد کرانے کا اہتمام کیا۔ چناب نگر کی سرزمین پر منعقد ہونے والا یہ ’’تحفظ ختم نبوت کورس‘‘ اسی سلسلہ کی کڑی ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ’’ملتان‘‘ اور پھر وہاں سے منتقل ہوکر چناب نگر میں جاری و ساری ہے اور رب کریم اس کو قیامت تک جاری و ساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرماتے رہیں۔ تاکہ امت مسلمہ کے ایمان و عقیدہ کا تحفظ اور علوم نبوت کے پھیلنے کا ذریعہ بنتا رہے۔

کورس کے آغاز سے ہی حسب سابق ماہرین فن، اساطین امت، بزرگان دین، اس کورس میں تدریس کے فرائض انجام دیں گے۔ ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، سفیر ختم نبوت، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا قاضی محمد ابراہیم اٹک، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا غلام محمد فیصل آباد، مولانا خبیب شاہ، مولانا شاہد ندیم، مولانا محمد احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیراللہ اختر، جناب متین خالد، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ جیسے حضرات اساتذہ کرام اور اکابر کے بیانات و اسباق ہوں گے۔ ان شاءاللہ!

کورس میں عقیدہ ختم نبوت، جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و رفع و نزول، امام مہدی علیہ الرضوان کی پیدائش و ظہور، فتنہ دجال کا خروج، مرزا غلام قادیانی کی زندگی، حجیت حدیث، فرق باطلہ کا شافی و افی تقابلی جائزہ، اتحاد امت، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان، اصحاب رسول کی تقدیس و تطہیر، فتنہ گوہر شاہی، ڈاکٹر جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ایسے بیسیوں اہم ترین عنوانات پر بہت ہی سیر حاصل اور پر مغز دلائل: براہین

سے لیکچر ہوں گے، تاکہ ہر آنے والا طالب علم دلائل سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جب اپنے مستقر کو لوٹے تو دل کی دنیا تحفظ ختم نبوت کے مشن سے آباد ہو اور یہ دلائل اس کے دل کی کھیتی کو صاف و شفاف پانی مہیا کرتے ہوئے اسے تر و تازہ، سرسبز و شاداب اور نکھرا ہوا رکھیں۔

کفر و اسلام کا مسئلہ اتنا دقیق مسئلہ ہے کہ اس پر بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کورس میں آپ کو یہی پڑھایا جاتا ہے کہ قادیانیت کا کفر اتنا کھلا کفر ہے کہ نصف النہار کی مانند واضح ہے۔ اس میں تشکیک پیدا کرنا، ان کے کفر کو ہلکا کرنا بجائے خود نقصان کا باعث ہے۔ تمام جماعتیں، تمام ادارے جو بھی اپنی اپنی جگہ دین کا کام کررہے ہیں۔ سب جسد واحد کی طرح ہیں۔ ایک دوسرے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے کام کی تحسین کرنی چاہئے۔ لیکن ناک کو کبھی آنکھ کی جگہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ نقصان ہوگا۔

تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ملک عزیز پاکستان میں ردّ قادیانیت کے موضوع پر بہت سے کورس منعقد ہوتے ہیں مگر جو خصوصیات اور امتیازات اس کورس کو حاصل ہیں وہ شاید ہی کسی اور کورس میں موجود ہوں یہ بات تو وہی بتلا سکتے ہیں جن دوستوں نے کہیں اور سے بھی کورس کیا ہو اور اس کورس میں بھی شریک رہے ہوں۔ کورس کے اختتام پر پہلے مرحلہ وار تین امتحان منعقد ہوں گے، پہلے ہفتہ میں ”قادیانی شبہات کے جوابات“ جلد اول، دوسرے ہفتہ میں جلد دوم اور تیسرے ہفتہ میں جلد سوم کے پرچے لئے جائیں گے۔ کامیاب طلبا میں اسناد اور مجلس کی مطبوعات میں سے منتخب کتب کا سیٹ پیش کیا جائے گا۔ امتحانات کے ساتھ ساتھ حسب سابق طلبا کے مابین تقریری مقابلے بھی منعقد ہوں گے، امتحانات اور تقریری مقابلہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا کو مزید کتب سے بھی نوازا جائے گا۔ ہر سال تین وقت کھانا، ٹھنڈا پانی، ڈسپنسری اور جنریٹر سمیت دیگر اہم ترین سہولیات کا مہمانان رسول کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سال ایک ہزار کے لگ بھگ مدارس، جامعات اور اسکولز و کالجز کے طلبا شریک ہوئے۔

گزشتہ سال کے تجربہ کے بعد اس سال کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ:

۱..... گزشتہ سال کورس میں شرکت کرنے والے حضرات اس سال مزید رفقاء کو بھجوائیں۔ خود تشریف نہ لائیں۔

۲..... اس سال کا داخلہ گزشتہ سال کی کمپیوٹرائزڈ فہرستوں کی چھان بین کے بعد ہوگا۔ تاکہ گزشتہ سال شریک طلبا اس سال دوبارہ شرکت نہ کرسکیں۔

۳..... اس سال حاضری کے بعد تعلیم کے آغاز پر ہی تمام کمروں کو مقفل کردیا جائے گا۔ اس کے لئے مستقل حضرات کی ڈیوٹی لگائی جائے گی۔

۴..... سبق کے دوران ادارہ کے تمام گیٹ بند کردیئے جائیں گے۔ کسی نے باہر جانا ہو تو تحریری اجازت نامہ مجاز اتھارٹی سے حاصل کئے بغیر باہر نہیں جاسکیں گے۔

۵..... دو ٹائم کی حاضری کے علاوہ گاہے بگاہے معمول سے ہٹ کر بھی حاضری لی جائے گی۔ تاکہ شرکاء کی اسباق میں غیر حاضری کا کوئی چانس باقی نہ رہنے دیا جائے۔

۶..... رول نمبر کے اعتبار سے ہر دس ساتھیوں پر مشتمل گروپ بنائے جائیں گے۔ ان کے امیر مقرر کئے جائیں گے۔ جو اپنے رفقاء کی حاضری کی رپورٹ دیتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ! اس سے نظم مزید بہتر ہوسکے گا۔

کورس کے پہلے دن سے آخر تک تعلیم کے ساتھ ساتھ شرکاء کورس کو تقریر اور مناظرہ کی تربیت اور عملی مشق بھی کرائی جاتی ہے۔ دس دس ساتھیوں پر مشتمل گروپ بنائے جاتے ہیں۔ اس کورس کی افادیت و اہمیت اس لئے بھی ہے کہ آخرت میں نجات کے حصول کے لئے عقائد کی تصحیح ضروری ہے۔ اعمال صالحہ کی قبولیت کا مدار عقائد کی تصحیح پر مبنی ہے اور جب عقیدہ درست ہوگا تو اعمال بھی درست ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت کے روز تمام انبیاء، اولیاء، قرآن مجید کے حفاظ، نیک و زاہد لوگ اپنے اپنے پہچاننے والوں کی اللہ رب العزت کے حضور بخشش کی درخواست کریں گے۔ ان کی طلب پر بہت سارے ایسے لوگ جو جہنم میں جل رہے ہوں گے۔ انہیں جہنم سے خلاصی ملے گی اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اہل جنت بھی اپنے جاننے والوں کی سفارش کریں گے۔ سب کی سفارش کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے لوگ جن کے ایمان اتنے مخفی ہوں گے کہ ان کے ایمان پر کوئی مطلع نہ ہوگا۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی معمولی رمق کے باعث جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجیں گے۔ اس لئے قادیانیوں اور ان جیسے دوسرے ایمان کے ڈاکوؤں سے اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنی نسل، خاندان، برادری حتی کہ عام مسلمانوں کے ایمان کو بھی بچانے کی فکر کرنا اور چوکیداری کرنا بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو حق تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور تمام رفقاء کو بے ریا اس خالص مقبول عمل کے لئے بیش از بیش خدمت کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

سانحۂ نیوزی لینڈ

دہشت گردی کو روکنا ہوگا!

سلطان محمود ضیاء

۱۵ر مارچ جمعۃ المبارک کے دن نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد میں عین نماز جمعہ کے دوران سفید فام قاتلوں کی طرف سے ہونے والی دہشت گردی نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ آج کئی دن گزرنے کے باوجود فضا مغموم ہے اور دنیا سکتے کی حالت میں ہے۔ مسجد النور اور لن ووڈ کی دونوں مسجدوں میں شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہونے والے مردوں، عورتوں، بچوں اور مسافروں کی تعداد ۵۰ سے تجاوز کر چکی ہے اور اتنے ہی لوگ زخمی ہیں جن میں متعدد افراد تشویشناک حال میں ہیں۔ شہید ہونے والوں میں چھ پاکستانیوں سمیت افغانستان، بنگلہ دیش، سعودی عرب اور دیگر کئی ملکوں کے تارکین وطن شامل ہیں جن کو انسانیت سے عاری اور نسلی تعصب سے بھرے ہوئے قاتلوں نے انتہائی وحشیانہ اور ظالمانہ طریقے سے مسجدوں میں داخل ہو کر شہید کر دیا۔ سفاک دہشت گرد نے اللہ کی عبادت میں مصروف مسلمانوں پر اس بہیمانہ طریقے سے گولیاں چلائیں جیسے کسی ویڈیو گیم میں ایک ایک کو نشانہ بنا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ آسٹریلیا کے اس دہشت گرد کی جنونیت اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ واپس لوٹ لوٹ کر گولیاں مارتا رہا اور نمازیوں کی موت کو یقینی بناتا رہا اور پھر اس ساری سفاکیت کو وہ اپنے ہیلمٹ میں لگے کیمرے کے ذریعے براہِ راست دکھاتا بھی رہا۔

دنیا میں دہشت گردی کے متعدد مختلف الانواع واقعات رونما ہوتے رہے ہیں لیکن جس تعصب، نفرت اور سفاکیت کا مظاہرہ برنٹین نے نیوزی لینڈ کے اس واقعہ میں کیا ہے قریب قریب تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ افسوس ناک واقعہ کے بعد نیوزی لینڈ کی وزیراعظم جاسنڈرا آرڈرن نے اپنی پریس کانفرنس میں حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اس واقعہ کو بدترین دہشت گردی قرار دیتے ہوئے متاثرہ خاندانوں اور مسلمانوں سے ہمدردی اور قاتلوں سے نفرت اور ان کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے زبردست جذبات کا اظہار کیا ہے۔ مگر عام طور پر ایسے حادثات و سانحات کے بعد اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چند روز تک اسی طرح کی سرگرمیاں دکھائی جاتی ہیں اور سخت اقدامات کئے جانے کا عزم ہوتا ہے، مگر جیسے جیسے وقت گزرتا ہے حالات و واقعات معمول پر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور شکاری کسی نئے شکار کی منصوبہ بندی میں لگ جاتا ہے۔ اب تو دہشت گردی کے یہ واقعات معمول بنتے جا رہے ہیں کوئی ملک محفوظ نہیں، آئے روز کسی نہ کسی جگہ بے گناہوں کے خون سے زمین رنگین ہوتی جا رہی ہے۔ انسانی جانوں سے ہولی کھیلنے

نومنتخب صدر امیر شریعتؒ کا اخباری بیان

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر احباب کے اصرار پر ۱۳ر ستمبر ۱۹۵۴ء ملتان کے ایک خصوصی اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا صدر منتخب کیا گیا، آپ نے صدر منتخب ہوتے ہی حسب ذیل بیان پریس کے نام جاری کیا:

"مسئلہ ختم نبوت جانِ اسلام اور روحِ قرآن ہے۔ اگر مسلمان عقیدۂ ختم نبوت سے بال برابر اِدھر اُدھر ہو جائیں گے تو پھر نہ محمد عربی کا قرآن باقی رہتا ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کا وہ تقدس اور توحید باقی رہتی ہے، جن پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ختمی المرتبت تک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام متفق ہیں۔

مرزائیت اس روح پر، اس جانِ قرآن اور جانِ اسلام پر مرتدانہ ضرب ہے۔ میں اس کے استیصال کو ہر مسلمان کے لئے فرض جانتا ہوں اور اپنی زندگی کی آخری بازی۔ پاکستان کے جسم میں یہ سیاسی ناسور ہے۔ اگر حکومت نے اس کا آپریشن نہ کیا تو یہ ناسور سارے جسم کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔"

(حیات امیر شریعت از جانباز مرزا، ص:389)

والا کسی مذہب کا نمائندہ نہیں، ایک انسان نما درندہ ہوتا ہے، وہ دراصل شیطان کا نمائندہ ہوتا ہے اور شیطانی مشن کی تکمیل کے لئے انسانی خون سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ امن اور تحفظ اللہ کی طرف سے انسانیت کے لئے سب سے بڑی نعمت ہیں، یہ نعمت چھن گئی تو عیسائی رہیں گے نہ مسلمان، یہودی بچیں گے نہ ہندو، لوگ کاروبار زندگی چلا سکیں گے نہ نسل انسانی کو سکون ملے گا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر دہشت گردی کے عفریت کو روکا جائے، نسلی منافرت کو ختم کیا جائے، قومی تعصب کو دور کیا جائے، لسانی دشمنیوں کو ترک کیا جائے اور مذہبی انتہا پسندی بالخصوص اسلام فوبیا کا خاتمہ کیا جائے۔ حقیقت میں دہشت گردی کی بنیاد یہی انتہا پسندی ہے۔

نیوزی لینڈ کا واقعہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے ایک افسوسناک واقعہ ہے، یہ انسانیت کے چہرے پر ایک بدنما داغ ہے۔ آسٹریلیا کے ایک سینٹر فریز رائننگ اور امریکی صدر ٹرمپ کے علاوہ ساری دنیا نے اس کو بدترین دہشت گردی سے تعبیر کیا ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس دردناک سانحے کے بعد اقوام عالم کے سربراہان مل بیٹھتے اور دہشت گردی کے خلاف مذہبی اور نسلی منافرت سے ہٹ کر ٹھوس اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرتے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ نیوزی لینڈ میں بہنے والا خون مسلمانوں کا ہے جو دنیا میں پانی سے بھی زیادہ ارزاں ہے۔ جنوری ۲۰۱۵ء میں فرانس میں دہشت گردی کے ایک حملے میں ۱۷ افراد مارے گئے تھے جس پر دنیا کے ۴۰ ملکوں کے سربراہان نے لاکھوں افراد کے ہمراہ پیرس میں جمع ہو کر دہشت گردی کے خلاف اعلان جنگ کیا، کیونکہ وہاں بہنے والا خون سفید چمڑی والوں کا تھا اور یہاں مسلمانوں کا اور مسجد میں بہنے والا خون ہے جس کو سوائے چند آنسوؤں کے اور کچھ نہیں مل سکا۔

نیوزی لینڈ کے شہداء کے قاتل کو اگرچہ ۱۶/ مارچ ۲۰۱۹ء ہفتے کے دن عدالت میں پیش کر کے ۵/ اپریل تک ریمانڈ کے لئے پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہے مگر دیکھنا اب یہ ہے کہ ۵/ اپریل کے بعد انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں یا سفاک قاتل کا ذہنی توازن خراب دکھا کر اس کے گرد قانون کی گرفت ڈھیلی کر دی جاتی ہے؟

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸/ مارچ ۲۰۱۹ء)

کچھ نقد و نظر پر تبصرہ

☆...... حضرت! کتاب بہت شاندار ہے۔ کتاب جب مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحریرات کا مجموعہ ہو تو اس پر مجھ کم علم و کم فہم، بلکہ علم و فہم سے عاری کیا رائے دے؟ اس پر ہماری رائے سورج کو چراغ دکھانے کے قابل ہے، ان کے تبصروں پر تبصرہ کرنا گستاخی سمجھتا ہوں۔

البتہ ترتیب قابل داد اور لائق تحسین ہے۔ اس مجموعہ کی اشد ضرورت تھی۔ اس سے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی سوچ، فکر اور نظریہ نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ یہ فقط تبصروں کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ علوم و معارف کا خزینہ ہے۔ ہر موضوع پر بیش بہا معلومات جمع ہو گئی ہیں۔ جو شخص اپنے ذوق تبصرہ نگاری کو جاندار بنانا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اس کا مطالعہ کرے اور ہر موضوع پر بنیادی اور اساسی مواد جمع کرے۔ اس کے علاوہ کاغذ بھی اعلیٰ ہے اور جلد بھی مضبوط ہے۔ مجموعی اعتبار سے اور مشمولات کے لحاظ سے اپنی مثل آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتبین و ناشرین کی خدمات کو قبول و منظور فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ احتشام الحسن، چکوال

☆...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے تبصرے بہت عمدہ، تحقیقی، علمی اور ادبی ہیں۔ ماشاء اللہ! آپ حضرات نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے تبصروں کو تقسیم کر کے پڑھنے والے کے لئے بہت آسانی پیدا کر دی ہے۔ منصور الحق، اسلام آباد

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

حضرت مولانا بشیر احمد فاضل پوریؒ کی یادیں

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

لیجئے! موت کے ہاتھوں ایک اور بزرگ رہنما اور حدی خواں ختم نبوت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مؤرخہ ۹رفروری ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ بعد ظہر وصال فرمائے آخرت ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

دریائے سندھ کے کنارے ایک مختصر زمیندار برادری کے دو گاؤں ہیں۔ایک ''مُدرنوجہ'' ہے جو ضلع راجن پور کے قصبہ فاضل پور کے محاذ پر دریائے سندھ کے شمال میں اور دوسرا گاؤں دریائے سندھ کے دوسرے کنارے جنوب کی جانب جتوئی کے قریب ''بستی رنوجہ'' کے نام سے آباد ہے۔اس برادری میں سب سے پہلے مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا منظور احمدؒ اور مولانا بشیر احمدؒ نے دینی تعلیم حاصل کی۔ مولانا منظور احمدؒ نے حیدرآباد سندھ جاکر مدرسہ قائم کیا۔اس کی ایک شاخ اپنے گاؤں میں بھی قائم کی۔ مولانا منظور احمدؒ اشاعت التوحید سے تعلق رکھتے تھے۔مولانا محمد لقمان علی پوریؒ زندگی بھر مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے ملک گیر تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آج کی صحبت میں اپنے برادر اکبر اور مخدوم گرامی حضرت مولانا بشیر احمدؒ سے متعلق چند پرانی یادوں کو تازہ کرنا مقصود ہے:

رنوجہ برادری کے حضرات ''ملک'' کہلاتے ہیں۔پوری برادری متوسط درجہ کی زمیندار ہے اور سارے ہی تقریباً زراعت پیشہ ہیں۔اسی برادری کے ایک بزرگ جناب ملک خدا بخشؒ کے ہاں حضرت مولانا بشیر احمدؒ پیدا ہوئے۔شناختی کارڈ کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۹۳۸ء ہے۔ مولانا بشیر احمدؒ نے دیہاتی زندگی کے مطابق ابتدائی سکول، قرآن مجید کی تعلیم اپنے آبائی گاؤں مُدرنوجہ میں حاصل کی۔پھر علی پور کے مضافات میں یا کیوالی میں استاذ العلماء حضرت مولانا حبیب اللہؒ تھے۔آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور متبحر عالم اور نامور ثقہ مدرس تھے۔ان کے مدرسہ میں مولانا بشیر احمدؒ نے تعلیم پائی۔اب یہ مدرسہ جامعہ کا درجہ حاصل کرچکا ہے۔دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔اس کا نام جامعہ امدادیہ حبیب المدارس ہے۔ مولانا حبیب اللہؒ کے صاحبزادے مولانا پروفیسر محمد مکی اس کے مہتمم ہیں۔مولانا بشیر احمدؒ کانڈھ (کوٹلہ رحم علی شاہ) میں بھی پڑھتے رہے۔اسی طرح علی پور کے متصل ایک عالم ربانی، قدسی صفت، نامور مدرس حضرت مولانا نظام الدینؒ تھے۔آپ بھی دارالعلوم کے فاضل تھے۔ان کی آبادی کا نام ''تھیم والا'' ہے۔مولانا نظام الدینؒ نے یہاں پڑھانے کا نظم قائم کیا۔آج کل یہ مدرسہ عربیہ نظامیہ کے نام سے کام کررہا ہے۔بنین کے لئے درجہ حفظ وناظرہ اور بنات کے لئے چارسال تک کا انتظام ہے۔مولانا نظام الدینؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحیم نے اپنے والد گرامی کی یادگار کو چار چاند لگا رکھے ہیں۔

حضرت مولانا حبیب اللہؒ یا کی والا، حضرت سعید احمدؒ جھگی والا، حضرت مولانا نظام الدینؒ تھیم والا، حضرت مولانا فیض رسولؒ جہان پور، سید خلیل احمد شاہؒ کوٹلہ رحم علی شاہ، مولانا فقیر اللہؒ جتوئی، پیر طریقت حضرت مولانا فضل علی قریشیؒ مسکین پور شریف اور بھلن شریف کی خانقاہ، غرض اس دینی ومذہبی خطہ کے چاروں سمت علم وفضل کا خوبصورت ماحول قائم ہے۔ہمارے مخدوم حضرت مولانا بشیر احمدؒ کی اس ماحول میں تربیت ہوئی۔آپ مدرسہ نظامیہ تھیم والا میں بھی عرصہ تک زیرتعلیم رہے۔یہاں مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا قائم الدینؒ، مولانا بشیر احمدؒ کے ہم درس تھے۔درجات کا تفاوت تو تھا۔لیکن سبھی حضرات اپنے استاذ مولانا نظام الدینؒ کے چشمہ صافی سے فیض حاصل کرنے والے تھے۔

مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے ہمراہ مولانا بشیر احمدؒ جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ

درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھتے رہے۔ مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ بخاری شریف حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم شریف مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاری محمد حنیف ملتانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم سبق تھے۔ حضرت مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ طالب علمی میں مدرسہ تھہیم والا دور کے تین واقعات حضرت مولانا عبدالرحیم نے سنائے جو یہ ہیں:

۱…… پہلا واقعہ: پاکستان بننے سے قبل کی بات ہے کہ بستی تھہیم والا کا اللہ وسایا لاشاری لاہوری مرزائی بن گیا۔ اس کا بیٹا کریم بخش لاشاری اس زمانہ میں وکالت کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ یہ بھی لاہوری مرزائی تھا۔ اس نے اپنے گروہ کے ہمراہ حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قائم الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ گویا استاذ اور شاگردوں پر حملہ کر دیا۔ اوّل الذکر حضرات تو بچ گئے۔ مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ نوآموز طالب علم تھے۔ ان کے قابو آ گئے۔ ان مرزائیوں نے آپ کو اتنا مارا پیٹا کہ بازو تک توڑ دیا۔ مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قائم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تھہیم والا میں آ کر لوگوں کو بتایا تو لوگ اکٹھے ہو کر مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بچانے کے لئے دوڑے۔ حملہ آور تو ان لوگوں کو دیکھ کر دوڑ گئے۔ لوگ مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا لائے۔ آپ کو فرسٹ ایڈ دی گئی۔ پولیس کو درخواست دی۔ وہ ملزموں کے زیر اثر ہونے کے باعث پرچہ درج نہ کرتے تھے۔ فیصلہ ہوا کہ احتجاجی جلسہ کیا جائے۔ اس زمانہ میں مجلس احرار اسلام کا طوطی بولتا تھا۔ اس علاقہ کی پوری دینی قیادت مجلس احرار سے وابستہ تھی۔ مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے صورت حال بتائی۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ عام منعقد کرنے کے لئے تاریخ مقرر کر دی۔

امرتسر و لاہور سے رضا کاروں کے جتھے آنے شروع ہو گئے۔ پورے علاقہ میں دھوم دھڑکا سے احتجاجی جلسہ کی تیاری وشہرت آسمان کو چھونے لگی۔ علی پور کے جلسہ سے ایک دن قبل حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے بہاول پور گھلواں کے علاقہ میں ملک پیر بخش گھلو ذیلدار کے ہاں تشریف لانا تھا۔ مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات یاددہانی کے لئے سائیکلوں پر علی پور سے بہاول پور گھلواں گئے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ آپ نے بہت خفگی کا اظہار کیا کہ آپ لوگ اپنے جلسہ کی تیاری کو چھوڑ کر یہاں کیوں آ گئے۔ میں نے وعدہ شمولیت کر لیا تھا تو اس میں تردد یا تاکید کے لئے سفر کرنا فعل عبث ہے۔ ابھی واپس جاؤ، تیاری کرو۔ میں حسب وعدہ کل آ جاؤں گا۔ چنانچہ اگلے روز جلسہ ہوا۔ چہار سو خلق خدا کے ٹھٹھ لگ گئے۔ انسانوں کے سروں کے سمندر کا ماحول قائم ہو گیا۔ ابتدائی خطباء کے بیانات کے بعد حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان شروع کیا۔ بیان نے سمندر کے مدوجزر کا انداز اختیار کیا تو شش جہت ایمان کے روح پرور، جہاد آفریں، حقائق افروز مناظر اور کہکشاں کی روشنی نے زمین وآسمان کو ضیاء پاشی میں شریک کر لیا۔ اس زمانہ میں مظفر گڑھ کے ڈی سی جناب مسعود کھدر پوش تھے۔ ان کو اطلاع ہوئی تو قادیانی ظلم وزیادتی، جبر وتشدد، دہشت گردی ولاقانونیت کو لگام دینے کے لئے ضلعی پولیس آفیسر کو تنبیہ کی۔ پرچہ درج ہوا۔ ملزم بھی گرفتار ہو گئے۔ ذلت ورسوائی سے قادیانیت زمین پر رینگنے لگی۔ ان پر اوس پڑ گئی۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی للکار حق نے حق کا بول وبالا کر دیا۔ دشمن اُگلے کو نگلنے اور قے کردہ کو چاٹنے پر مجبور ہو گیا۔ اس ایک یلغار نے ایسی فضا بدلی کہ قادیانیت منہ چھپانے کے قابل بھی نہ رہی۔ مرزائیوں نے بھی لاہور سے علی پور تک پورا زور لگایا۔ لیکن امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا جادو کام کر چکا تھا۔ قادیانی ولاہوری مرزائی یکجان ہو کر بھی اپنے لئے خلاصی کی کوئی پگڈنڈی بھی نہ پکڑ سکے۔

قارئین کرام! قدرت نے ایسا پانسہ پلٹا۔ بھاری پلڑا ہلکا ہو گیا اور ہلکا پلڑا بھاری ہو گیا۔ قادیانیت کی زبوں حالی نے ایسی تبدیلی قبول کی کہ زمین سے لگ گئی۔ قدرت کا کرم ایسا ہوا کہ قادیانیت کی گردن کا سریا ٹیڑھا ہوا۔ وہ ترلوں پر اتر آئے۔ علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کے سامنے قادیانیت نے ناک رگڑنا شروع کی۔ ماتھا ٹیکا۔ پاؤں پڑے۔ گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ چاروں طرف دہائی کا شور، غرور ہوا ہُوا۔ نشہ ہرن ہوا۔ قادیانی رعونت خاک آلود ہوئی۔ شر سے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی خیر کا پہلو پیدا فرما دیتے ہیں۔ حملہ آوروں کی منت معذرت پر علاقہ کے وڈیروں نے مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر سر رکھ دیئے۔ مولانا بھی اتنے اصولوں کے پکے تھے کہ سب کو راستہ دکھایا کہ ملتان چلے جائیں۔ جو حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ فرمائیں گے وہی قابل قبول ہوگا۔ میرے بس سے یہ معاملہ باہر ہے۔

وہ لوگ حضرت امیر شریعت ؒ کے دروازے پر سوالی بن کر پرے باندھے لائن لگ گئے۔اس دوران اللہ تعالیٰ نے یہ کرم بھی کیا کہ حملہ آور سرغنہ کریم بخش لاشاری لاہوری مرزائی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہوا۔قدرت کی کروڑوں رحمتیں ہمارے بڑے حضرات کی تربتوں پر کہ ان کا مطمع نظر صرف اور صرف اسلام تھا۔خلق خدا کی ہدایت ان کے سامنے تھی۔فوراً کریم بخش لاشاری کے اسلام قبول کرنے کی پیشکش کو نہ صرف قبول کیا۔ بلکہ فوری اسلام قبول کرایا۔ اس نے قادیانیت پر لعنت بھیجی۔ ہمارے حضرات نے اسے نہ صرف معاف کیا بلکہ دینی جذبہ سے بھائیوں کی طرح سینہ سے لگالیا۔ وہ نومسلم ان حضرات کی بے لوث خدمت اسلام کی تڑپ کو دیکھ کر ایسا پکا مسلمان بنا کہ زندگی بھر مسلمان رہا اور اسلام پر وفات ہوئی۔البتہ اس کا باپ بدنصیب اللہ وسایا لاشاری مرزائی مرا۔مولانا بشیر احمد ؒ کی طالب علمی کے زمانہ کی ختم نبوت کے دشمنوں کے ہاتھوں مار کٹائی، یوں کئی خوشیوں کے پیغام اور فتوحات کے سامان لائی بارات ثابت ہوئی اور مولانا اس کے دولہا بنے۔

۲......دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت تھہیم والا چوک کی مسجد کا امام عادل لاہوری مرزائی تھا۔ اس نے چیلنج دیا کہ مرزائیت حق ہے۔ ہمارے ساتھ مناظرہ کرلو۔اگر ہم قادیانیت کو حق ثابت نہ کرسکیں تو پچاس روپے جرمانہ دیں گے۔ قادیانیت بھی ترک کریں گے۔اسلام بھی قبول کریں گے۔ یہ تحریر حضرت مولانا نظام الدین ؒ کو اس عادل مرزائی نے بھجوائی۔ مولانا نے جواباً فرمایا کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں اور آپ کی سب شرائط منظور ہیں۔تاریخ و شرائط طے ہوگئیں۔مولانا نظام الدین ؒ نے مجلس احرار کے مرکز امرتسر سے رابطہ کیا۔یہ قیام پاکستان سے قبل کی بات ہے۔امرتسر سے حضرت مولانا قاضی احسان احمد ؒ، مولانا لال حسین اختر ؒ، مولانا محمد حیات ؒ کے علی پور آنے کی منظوری آگئی۔ مرزائیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے تہیم والا نقص امن کا عذر کرکے جان خلاصی کی راہ نکالنے کا دجل کیا۔

وہاں پر اس چوک والی مسجد کے ساتھ ایک ہندو کی پراپرٹی تھی۔اس نے وہ دے دی کہ یہاں مناظرہ کرلو۔اس جگہ پر آنے سے بھی مرزائی منحرف ہوگئے۔اس زمانہ میں موضع گھلواں علی پور کا زمیندار شیر محمد صاحب شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے اپنا باغ مناظرہ کے لئے پیش کیا۔ ہمارے حضرات کی طرف سے کیا دیر تھی؟ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی مدد گردانا۔اس زمانہ میں علی پور کا تھانیدار سکھ تھا۔اس نے ثالث بننے اور حفظ امن کا ذمہ اٹھالیا۔اب قادیانیوں کی بولتی بند اور بولورام ہوگئی۔قدرت نے چاروں طرف سے گھیر کر قادیانیوں کو اسلامی مناظرین کے سامنے لا کھڑا کیا۔لاہور سے لاہوری مرزائی اور قادیان سے قادیانی مناظر اللہ دتہ جالندھری اور اس کے ساتھی تھے۔مناظرہ کا دن آیا۔خلق خدا سے میدان اٹ گیا۔مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ صدر مناظر نے رسی بندھوائی۔ مسلمان دائیں طرف آگئے۔ قادیانی بائیں طرف ہوگئے۔ مناظرہ شروع ہونے سے قبل ہی اصحاب الیمین واصحاب الشمال کے فرق پر آسمان بھی مسکرا اٹھا۔ تین دن مناظرہ رہا۔ مثالی امن تھا۔کوئی بدمزگی نہ ہوئی۔ قادیانی فرار کا بہانہ نہ ڈھونڈ پائے۔اختتام پر سکھ تھانیدار نے بطور ثالث فیصلہ دیا جو یہ ہے:

”حضرات! میں نے تین دن اہل اسلام اور مرزائی حضرات کے مناظرین کے خیالات سنے۔میں دیانتداری کے ساتھ تمام گفتگو سننے کے بعد یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اگر خنزیر کا بچہ اپنی ماں سورنی کو چھوڑ کر بھینس کا دودھ پینے لگ جائے تو وہ اس چکر و مکر کے باوجود خنزیر کا بچہ ہی رہے گا۔کبھی بھینس کا کٹا نہیں بن سکتا۔ اسی طرح مرزائی قادیانی ظاہری اسلامی اعمال کی بجا آوری سے کبھی مسلمان نہیں بن سکتے۔خنزیر کا بچہ خنزیر اور ہر قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ اور غیرمسلم ہے۔ یہ اپنے عقائد کے اعتبار سے کبھی بھی مسلمان شمار نہیں ہوسکتے۔“

لیجئے صاحب! بدھو قادیان کو لوٹے۔ پورا علاقہ اسلام اور ختم نبوت کی زندہ باد کی صداؤں سے جھوم اٹھا۔ اس مناظرہ کے خدام میں اور منتظمین میں نوعمری کے باوجود حضرت مولانا بشیر احمد ؒ بھی نہ صرف شامل تھے بلکہ پھرتیوں اور جذبات کا الاؤ لئے جدھر سے گزرتے حق وصداقت کے پھریرے بلند کرتے جاتے۔ بعد میں تھہیم والا چوک کی موجودہ مسجد کا امام عادل مرزائی مسلمان ہوگیا۔مسجد مسلمانوں کو واپس مل گئی۔ جو آج بھی مولانا نظام الدین ؒ کے صاحبزادہ مولانا عبدالرحیم کی تولیت میں دومنزلہ نئی تعمیر سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

۳......تیسرا واقعہ: مولانا عبدالرحیم نے یہ سنایا کہ سابقہ دوواقعات کے بعد تو لاہوری مرزائی

زمین بوس ہوگئے۔ البتہ پاکستان بننے کے بعد مظفرگڑھ کا ڈی سی پیر صلاح الدین قادیانی لگا۔ اس کی شہ پاکر علی پور کے قادیانیوں نے شہر میں تین دن کے جلسہ کا اعلان کردیا۔ مولانا نظام الدین ؒ رفقاء کو لے کر مظفرگڑھ ڈی سی کے پاس گئے۔ ملاقات ہوئی۔ اسے بتایا کہ قادیانیوں کے جلسہ سے انتشار ہوگا۔ اس پر پابندی لگائی جائے۔ کماد اجاڑنے والے بدمست جانور کی طرح قادیانی ڈی سی نے موٹی اکڑی گردن سے کہا کہ کیا پاکستان میں قادیانیوں کو جلسہ کرنے کا حق نہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ قادیانی متنازعہ گفتگو کرتے ہیں۔ کافر ہوکر اسلام کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو مشتعل کرتے ہیں۔ نقص امن کا اندیشہ ہے۔ مصلحت و امن عامہ کے تحت ان کا جلسہ نہیں ہونا چاہئے۔ قادیانی ڈی سی نے موٹی گردن کو اکڑا کر کہا کہ قادیانیوں کا جلسہ ہوگا۔ تم نے اس کو روکنے کی کوشش کی تو سب کو گرفتار کر کے ضلع بدر کردوں گا۔ مولانا نظام الدین ؒ احراری ایمان و اسلام کی طاقت، عشق رسالت مآب کا پرتو صادق لئے ہوئے تھے۔ ایسے بپھرے کہ ڈی سی کے دفتر میں اپنے پاؤں سے جوتی نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ جھوٹے ملعون کے بزدل مرید صلاح الدین نے دفتر سے رٹرننگ روم جاکر سانس لی۔ وفد واپس آگیا۔ قادیانیوں کے جلسہ کے دوران جمعہ بھی تھا۔ اس جمعہ کے دن علی پور کیٹی گراؤنڈ میں اہل اسلام کے مشترکہ جمعہ اور جلوس کا اعلان کر دیا گیا۔ مشترکہ اجتماعی جمعہ ہوا۔ گراؤنڈ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ جلوس نکالا گیا تو پورے بازار اور شہر کے در و دیوار بھی تنگ دامنی کا گلہ کرنے لگے۔ حق آیا، باطل بھاگ گیا۔ قادیانی آگ بجھ گئی۔ کفر سرنگوں ہوا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ قادیانیت کی پستی پر زمین بھی عرق آلود ہوگئی۔ اسلام کی سربلندی پر آسمان نے بھی اڑان بھری۔

بات کہاں سے چلی کہاں پہنچی۔ یوں قادیانیوں کے علی پور احتساب میں مولانا بشیر احمد ؒ اپنے بزرگوں، دوستوں اور اساتذہ کے ساتھ شانہ بشانہ رہے۔ مولانا بشیر احمد ؒ فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوئے۔ ضلع مظفرگڑھ میں ڈیوٹی لگی۔ آپ نے حضرت امیر شریعت ؒ، حضرت خطیب پاکستان ؒ، حضرت مجاہد ملت ؒ، حضرت مناظر اسلام ؒ اور دیگر حضرات کے اس ضلع میں دورے کرائے۔ پورے ضلع کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے شعلہ جوالا بنادیا۔ یاد رہے! مظفرگڑھ کے جس قادیانی ڈی سی پیر صلاح الدین کا ذکر ہوا یہ ملعون قادیان کے خاندان سے رشتہ بھی رکھتا تھا۔ ریٹائرڈ ہوا۔ راولپنڈی میں پیر ہوٹل کھولا۔ قحبہ خانہ چلاتا تھا۔ شراب و بدکاری، رقص و سرور کے عریاں مناظر کا نذرانہ اپنے مرشد کو قادیان یومیہ پارسل کرتا تھا۔ ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں اس کے ہوٹل پر چھاپہ پڑا۔ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ سرعام جسم پر کوڑے پڑے۔ منہ کالا کیا گیا۔ صرف اس کا نہیں پوری قادیانیت کا بھی۔ اخبارات گواہ ہیں اور راولپنڈی شہر بھی۔

عرصہ ہوا تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے نام پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مولانا بشیر احمد ؒ کا انٹرویو بھی شامل ہے۔ ملاحظہ فرمایا جاوے جو یہ ہے:

”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دوران میں علی پور مدرسہ نظامیہ میں زیر تعلیم تھا۔ تحریک کے شروع ہوتے ہی ابتدائی دنوں میں مولانا سعید احمد جھنگی والا، مولانا نظام الدین علی پوری، مولانا محمد عمر مظفرگڑھی، غرضیکہ ضلع کی پوری دینی قیادت گرفتار ہوگئی۔ ضلع مظفرگڑھ جماعتی کارکنوں کی تعداد کے اعتبار سے احرار نگر سمجھا جاتا تھا۔ حضرت امیر شریعت ؒ نے گاؤں گاؤں پھر کر اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ کو سرانجام دیا تھا۔ آپ کے مریدوں کا بھی زیادہ حلقہ اس علاقہ میں ہے۔ گرفتاریوں کے اعتبار سے یہ ضلع بھی کسی ضلع سے کم نہیں رہا۔ تحریک مقدس ختم نبوت میں لوگوں کا جوش و جذبہ قابل دید تھا۔ گرفتاریوں کے لئے لوگ ایک دوسرے سے پہل کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مولانا قائم الدین، مولانا محمد لقمان، مولانا دوست محمد قریشی اسی ضلع کے نامور خطیب تھے۔ ان حضرات کی خطابت نے عوام کو حوصلہ دیا۔ سب ہی حضرات گرفتار ہوئے۔ غرض کہ علماء و عوام کوئی بھی تحریک میں پیچھے نہ رہا۔ مولانا محمد لقمان علی پوری ان دنوں ننکانہ صاحب، ضلع شیخوپورہ میں مجلس کے مبلغ تھے۔ ضلع شیخوپورہ میں انہوں نے مثالی کام کیا۔ لیکن خود اپنی گرفتاری کے لئے انہوں نے اپنے علاقہ علی پور کا انتخاب کیا۔ تشریف لائے۔ علی پور میں دھواں دھار تقریر کی اور رفقاء سمیت گرفتار ہوگئے۔ ان کے بعض بدخواہوں نے پولیس کے ساتھ مل کر ایسی دفعات ان پر لگوادیں کہ شاید بروقت پتہ نہ چلتا تو سالوں اندر رہتے۔ بروقت پتہ چل گیا کہ آپ پر بلوہ، قتل پر اکسانے، آگ لگوانے، لوٹ مار کی تمام دفعات لگوادی گئی

ہیں۔تو سردار عبدالرحیم خان پتافی نے اپنے طور پر کوشش کی۔مگر اس کے باوجود چھ ماہ کی سزا ہوگئی اور ملتان جیل منتقل کردیئے گئے۔

مولانا بشیر احمد فرماتے ہیں کہ میں مولانا منظور احمد رنوجہ اور دوسرے تین ساتھی، کل پانچ حضرات علی پور سے چلے گرفتاریاں کرانے کے لئے۔ان دنوں ڈکٹیٹر مولانا فیض رسول جہانپوری تھے۔انہوں نے ہمیں ملتان بھجوایا۔ ان دنوں ملتان میں اتنے زیادہ کارکن تھے کہ ہماری ہفتوں باری نہ آتی تھی۔ ہم نے مظفرگڑھ جانا مناسب سمجھا۔دونوں نے وہاں جاکر تقریر کی۔شب قدر کی آمد آمد تھی اور ہم یہ مقدس شب رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے لئے جیل میں گزارنا چاہتے تھے۔دھواں دھار تقریر ہوئی اور ہمیں گرفتار کر لیا گیا۔تھانہ صدر کا ایس ایچ او مرزائی تھا۔ ہم طالب علم تھے۔ہمیں کھڑا کر کے اس نے گالیوں کی ایسی گردان کی کہ اس پر شیطان اور مرزائے قادیان کی روح بھی ننگی ہوگئی۔ایک تھانیدار اور دوسرا مرزا قادیانی ایسے احمق کا بدطینت مرید، تو اس سے کیا خیر کی توقع تھی؟ پہلی دفعہ گرفتاری دی تھی۔علم نہ تھا کہ اب آگے کیا ہونا ہے۔اس کی بدزبانی پر بل کھا کر رہ گئے۔تھانیدار کہہ رہا تھا کہ میں آپ کو ایسا سبق سکھاتا کہ آپ کو علم ہوجاتا کہ مرزائیت کے خلاف کیسے جلوس نکالے جاتے ہیں۔اے کاش! کہ اس وقت تک وہ مرزائی تھانیدار زندہ ہو اور مرزائیت کی زبوں حالی و پریشانی و رسوائی اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ اقتدار کا نشہ مرزائیت کو ذلت و رسوائی سے نہ بچا سکا۔ ۱۵رشعبان کو عدالت میں پیش ہوئے۔تین تین ماہ کی سزا سنائی گئی۔ملتان جیل لایا گیا۔ ڈویژن بھر کے علماء مشائخ کارکن یہاں پہلے سے براجمان تھے۔اللہ رب العزت کا کرنا ہوا یہ کہ ۲۹ررمضان کو رہا کر دیئے گئے۔مولانا بشیر احمد کی روایت کے مطابق اس دن رہا ہونے والے صرف لیہ شہر کے سوا سو کارکن وعلماء تھے۔ باقی ضلع کو صرف اس ایک شہر کے ایک دن کے رہاشدگان کی تعداد پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔رہا ہوکر ٹرین سے مظفرگڑھ گئے تو اسٹیشن پر استقبال کے لئے پورا شہر امڈ آیا تھا۔روزہ افطار کیا گیا اور ہر شہر کے لئے علیحدہ علیحدہ سواریوں کا انتظام کیا گیا۔ علی پوری رفقاء کو ایک بس اور ایک ٹرک کے ذریعہ ان کے گھروں کو روانہ کیا گیا۔“(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء طبع اول ص۵۰۰،۵۰۱)

غالباً تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد مولانا بشیر احمد کا تقرر سکھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر کردیا گیا۔آپ نے سکھر، خیرپور، جیکب آباد، شکارپور، گھوٹکی میں اتنی شاندار اور لائق تقلید تبلیغی جدوجہد کی جس کا آج تک ریکارڈ نہ توڑا جاسکا۔پہلے سبز مسجد، نواں گوٹھ تالاب والی مسجد میں دفتر قائم رہا۔پرانے حضرات اور نوجوانوں کے امتزاج سے ایسی تنظیم منظم کی کہ کمال ہوگیا۔

فقیر راقم نے اس دور کے بڑھاپا کے نقش کہن کا ملاحظہ کیا ہے۔تین تین دن کی ختم نبوت کانفرنسیں ہوتی تھیں۔کمپنی باغ بھرا ہوتا تھا۔ کراچی سے خیبر تک کی چوٹی کی قیادت شرکت سے سرفرازی بخشتی۔اپ اور ڈاؤن (آنے جانے والی) دونوں طرف کی ٹرینوں سے مہمانوں کی آمدورفت کا قابل رشک مظاہرہ ہوتا تھا۔پورے شہر کے دیندار تاجر حضرات، علماء کرام اور دیہات کے اہل دل کے ہاں دن رات زیارت کی فیض یابی حاصل کرتے۔دن رات جلسہ کیا ہوتا تھا۔میلہ کا سا سماں لگتا تھا۔آج کے دور میں تو اس زمانہ کی کہانی بیان کرنا بھینس کے سامنے مرلی بجانے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

حضرت افغانی ؒ، حضرت قاضی صاحب ؒ، حضرت جالندھری ؒ، حضرت درخواستی ؒ، حضرت مفتی محمود ؒ، حضرت ہزاروی ؒ، حضرت شیخ القرآن ؒ، حضرت بنوری ؒ، حضرت تھانوی ؒ، حضرت قاسمی ؒ، حضرت قاری محمد اجمل خان ؒ، حضرت مناظر اسلام ؒ، حضرت فاتح قادیان ؒ، سید امین گیلانی ؒ، جانباز مرزا ؒ، سائیں حیات ؒ، حضرت گمانوی ؒ، حضرت بہلوی ؒ، حضرت پیر شریف والے ؒ، حضرت امروٹی ؒ، حضرت ہالیجوی ؒ و دیگر مکاتب فکر کی قیادت جہاں جمع ہوتی ہوگی۔اس کے کیا اثرات وثمرات مرتب ہوتے ہوں گے۔ذرا سوچئے اور سر دھنئے۔

پہلے گزر چکا کہ مجلس کا دفتر مسجد میں یا کرایہ کا ہوتا تھا۔پھر معصوم شاہ مینارہ روڈ پر قطعہ اراضی حاصل کیا۔مجلس کا ملکیتی دفتر، دکانیں، رہائشی مکان تعمیر ہوئے۔پہلے دور کی تنگی اور آج کے دور کی وسعت میں مشرق ومغرب کا سا فاصلہ نظر آتا ہے۔ دفتر کی تعمیر میں مرکزی قیادت، مقامی جماعت اور مولانا بشیر احمد ؒ برابر سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ حاجی مانک غازی اور منزل گاہ سکھر کے مقدمات کی بڑی بے جگری سے پیروی کی۔مجلس تحفظ ختم نبوت کا رأس المال حضرت امیر شریعت ؒ تھے۔مجلس کا روح اور دل وجان حضرت جالندھری ؒ کا وجود تھا۔حضرت قاضی صاحب ؒ، حضرت مولانا

تاج محمود ؒ رہنما تھے۔ مولانا لال حسین اختر ؒ، مولانا محمد حیات ؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر ؒ مناظرین تھے۔ مولانا عبدالرحمن میانوی ؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوری ؒ بہترین سریلے ورسیلے واعظ وخطیب تھے۔ مولانا محمد شریف جالندھری ؒ اور مولانا بشیراحمد ؒ بنیادی کارکن تھے۔ دونوں حضرات کے ذمہ جو کام لگتا وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کا بھی ہوتا تب بھی یہ مشکل کو آسان کرکے دم لیتے۔ ان حضرات کی محنتوں اور اپنی دون ہمتی پر نظر جاتی ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

آخری دور میں مولانا بشیراحمد ؒ کی مرکزی دفتر میں بھی ڈیوٹی لگی۔ یوں پورے ملک کے دورے کئے۔ جذباتی بھڑکیلے خطیب نہ تھے۔ مگر نظریاتی دلوں میں گھر کرنے والی اور دماغوں میں اترنے والی تقریر کے ماہر تھے۔ وہ تنظیمی انسان تھے۔ معاملہ فہم تھے۔ دوررس سوچ کے حامل تھے۔ فقیر کے کئی دھونے انہوں نے دھوئے۔ فقیر کو بھی ان سے نیازمندی پر ناز ہے۔

حضرت مولانا بشیراحمد ؒ نے شادی کی۔ اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ دوسری شادی ایک بیوہ سے کی جن کا پہلے سے بیٹا منیر احمد ملک تھا جو فوج میں ملازم ہوا۔ دوسری اہلیہ سے مولانا کے دو صاحبزادے ہوئے۔ ایک ڈاکٹر، دوسرے انجینئر، دو صاحبزادیاں ہیں۔ سب بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ آپ نے اپنے گاؤں ”مدرنوجہ“ میں اپنی ملکیتی زمین پر مسجد ومدرسہ اور عیدگاہ وڈیرہ تعمیر کیا۔ مسجد کے جنوب میں تھوڑی سی جگہ بچ گئی تو پہلے خاندان کے افراد کی قبور بنیں، اب خود بھی وہاں محوخواب ہوگئے۔ اس دن انہیں گے جس دن پوری انسانیت جاگے گی۔

مولانا بشیراحمد ؒ کی اولاد اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی۔ دوسری اہلیہ کا بھی وصال ہوگیا۔ خود بھی دل کے ہاتھوں اسیر ہوگئے۔ تبلیغی کاموں میں تعطل تو ضرور ہوا۔ لیکن تعلق منقطع نہیں ہوا۔ آنا جانا رہا۔ میٹنگوں میں شرکت رہی۔ شوریٰ کے رکن بنے۔ مرکزی ناظم تبلیغ کے عہدہ کو عزت بخشی، خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ خوب باغ وبہار طبیعت پائی۔ موج میں آتے ماضی کی یادوں کے دریچے وا کرتے تو انگشت بدنداں اور نگاہ برآسمان کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا۔ مولانا بشیراحمد ؒ کو اس وقت یہ اعزاز حاصل تھا کہ انہوں نے حضرت امیر شریعت ؒ سے لے کر موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ تک تمام امراء مجلس کی امارت وقیادت، سیادت ورہنمائی اور سرپرستی میں کام کیا۔ اس وقت اس اعزاز میں وہ منفرد شخصیت تھے۔ وہ کیا گئے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا ایک یادگار باب مکمل ہوگیا۔

کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ لیکن آخری وقت تک کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ یاداشت برابر کام کرتی رہی۔ ۹؍فروری ۲۰۱۹ء کو وصال ہوا۔ اگلے دن ظہر کے بعد جنازہ ہوا۔ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری نے جنازہ پڑھایا۔ علاقہ کے بڑے جنازوں میں سے ایک جنازہ تھا۔ مولانا عزیزالرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فقیراللہ اختر، مولانا محمد راشد مدنی، حافظ محمد انس، عزیزالرحمن رحمانی، مولانا محمد ضیب، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد حمزہ لقمان، مولانا عبدالعزیز لاشاری اور حافظ جلیل الرحمن صدیقی راجن پور مبلغین مجلس نے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ تعزیتی بیان مولانا محمد ابوبکر جام پوری، مولانا محمد مکی پاکے والی اور مولانا حبیب اللہ علی پوری کے ہوئے۔ مولانا مرحوم خوب آدمی تھے۔ جنازہ کے شرکاء غم سے نڈھال تھے اور وہ خود خندہ زن۔ اسے انقلابی شخص کہتے ہیں۔ خوب انقلابی تھے اور انتقال کرکے نیا انقلاب برپا کرگئے۔

قارئین جانتے ہیں فقیر اس دنیا سے جانے والے رفقاء کے نثری مرثیے لکھتا ہے۔ ایک ساتھی پر تعزیتی مضمون لکھتے ہوئے خوباں سے چھیڑ خانی بھی ہوگئی تو مولانا بشیراحمد ؒ مضمون پڑھ کر یاد ایسے پڑتا ہے کہ ننگے سر ننگے قدم ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ میرے کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا: میاں! میرے متعلق جو تعزیتی مضمون لکھنا ہے وہ ابھی لکھ کر سنادیں۔ پتہ نہیں بعد میں آپ کیا لکھ دیں گے۔ فقیر نے عرض کیا کہ یہ تو موقع پر ہوگا۔ اعتبار نہیں تو ابھی تیاری سفر کریں۔ میں ابھی تعزیتی مضمون لکھ دوں گا۔ فرمانے لگے خوب کہی اور لاکھ کی ایک کہی۔ اللہ رب العزت کا فضل ہے، رفقاء ہیں، دوست ہیں، محبتیں بھی ہیں۔ دشمن دلفرقوں سے بھی چھٹکارا نہیں۔ لیکن مولانا بشیراحمد ؒ جیسا معتدل رہنما تو اب ڈھونڈھنے سے بھی ملنے کا نہیں۔ دل بیٹھ رہا ہے۔ ویسے بھی ان کی یاد نے پژمردہ کردیا ہے۔ مضمون تو لکھا گیا۔ لیکن سنائیں کسے؟ کوئی دلبر چہار سو نظر دوڑانے سے ان جیسا نظر نہیں آرہا۔ اللہ باقی وبس اور باقی ہوس!

اللّٰھم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ. آمین بحرمۃ النبی الامی الکریم. وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تسلیما.

تبصرہ بر ’’نقد ونظر‘‘

مولانا محمد جہان یعقوب

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ ایک اچھے ادیب وانشا پرداز بھی تھے۔ ان کی تحریر میں معنویت کے ساتھ ساتھ جاذبیت، مقصدیت کے ساتھ ساتھ سلاست وروانی اور گہرائی کے ساتھ ساتھ گیرائی بھی ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے جو بھی لکھا، اس کا حق ادا کیا۔ وہ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کا انتخاب تھے۔ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی زندگی میں ان کے علمی، تحریری و نظریاتی کاموں میں ان کے دست راست کی حیثیت سے شریک رہے اور ان کی صحبت سے خوب خوب استفادہ کیا، یہی وجہ ہے کہ اُن کی تحریر میں حضرت بنوریؒ کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے حضرت بنوریؒ کے انتقال کے بعد اپنے علمی وتحریری کارہائے نمایاں سے ان کی نیابت کا گویا حق ادا کردیا۔ زیر تبصرہ کتاب ’’نقد ونظر‘‘ ان کے مختلف کتب ورسائل پر کئے جانے والے ان وقیع تبصروں کا مجموعہ ہے، جو ماہنامہ ’’بینات‘‘ میں شائع ہوئے اور کئی سال کی فائلوں کی ورق گردانی کے بعد مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور ان کی مستعد ٹیم نے اسے دو ضخیم جلدوں میں افادۂ عام کے لئے زیورِ طبع سے آراستہ کرکے پیش کردیا۔

’’اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی۔‘‘

اگر فن تبصرہ نگاری کی روشنی میں دیکھا جائے تو شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوصف؛ تبصرہ نگاری کے تقاضوں کو جس خوب صورتی سے نبھایا اور جس احسن طریق سے اس فن کے اصول و ضوابط، قوانین وقواعد اور باریکیوں کا پاس ولحاظ رکھا ہے وہ حیران کن ہے۔ مختصر یہ سمجھ لیجیے کہ وہ کتاب کا تفصیلی مطالعہ کرتے اور اس کے بعد کتاب اور صاحب کتاب کا بھرپور تعارف کراتے ہوئے تبصرہ لکھتے ہیں۔ وہ اپنے تبصروں میں کتاب کے ہر پہلو پر اظہار خیال کرتے ہیں اور غیر جانب دارانہ اور معروضی انداز میں اس کے محاسن اور معائب دونوں کو واضح کرکے قاری کی صحیح سمت راہ نمائی کرتے ہیں۔ ان کے تبصروں کا بنیادی وصف توازن وتناسب، اعتدال اور ٹھہراؤ ہے، ان کی فضا پُرسکون نظر آتی ہے، وہ تنقید بھی کرتے ہیں تو ایسے سلجھے ہوئے انداز میں کہ مصنف ومؤلف اور ناشر کی دل شکنی نہ ہو۔

دو ضخیم جلدوں میں جن موضوعات کی کتب پر حضرت شہید اسلامؒ کے سیال قلم سے کئے جانے والے تبصروں کو جمع کیا گیا ہے، ان میں: ’’قرآن کریم وعلوم قرآنیہ، حدیث اور متعلقات حدیث، عقائد وایمانیات، کتب فقہ وفتاویٰ، کتب تصوف، کتب سیرت، کتب تذکار حضرات صحابہؓ واہل بیتؓ اور کتب تذکرہ وسوانح، تاریخ، مقالات و مضامین، مکتوبات وادبیات، مواعظ وملفوظات، خطبات وارشادات، وظائف وادعیہ، رسائل و جرائد، خاص اشاعتیں، کتب درسِ نظامی، رَدِّ فرق باطلہ ومذاہب باطلہ اور رَدِّ قادیانیت‘‘ شامل ہیں۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے اوقات میں اللہ تعالیٰ نے محیرالعقول حد تک برکت رکھی تھی۔ ان کے تبصروں کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اتنی ساری کتابوں کے بالاستیعاب مطالعہ کے لئے کس طرح وقت نکال لیتے ہوں گے؟! جب کہ ان کے مشاغل میں صرف ’’بینات‘‘ کی ادارت نہیں، اس کے ساتھ ساتھ گونا گوں تعلیمی وتدریسی، تحریری اور اصلاحی وتبلیغی مصروفیات شامل تھیں۔ سچ ہے کہ اہل اللہ کے اوقات میں اللہ تعالیٰ ایسی برکت دیتے ہیں، جس کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

ان کے تبصروں میں ایسے تبصرے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، جن میں کتاب کا خاکہ تحریر کرنے کے بعد صرف ایک آدھ سطر میں اس پر تبصرہ فرمایا، اگرچہ یہ ایک آدھ سطر بھی دریا بکوزہ کا مصداق ہوتی ہے۔ جیسا کہ یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایئے: ’’شہر سدوم، جناب شفیق مرزا، صفحات: ۱۷۶، قیمت: ۸روپے، پتا: مہتاب پبلی کیشنز، ۳۰بی، لوئر مال، لاہور۔‘‘ یہ تو ہوا کتاب کا خاکہ! اس کے بعد اس پر ان الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں: ’’جناب مرزا محمود احمد صاحب کی سیرت وسوانح کا مستند ریکارڈ۔‘‘ یہ تو صرف ایک مثال ہے، اس نوع کے کئی تبصرے اس جلد کی زینت ہیں۔

تبصروں کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے

جسے ہم مختصر تبصرہ کا نام دے سکتے ہیں، جیسے یہ تبصرہ ملاحظہ فرمایئے: ’’اسلامی نظام حکومت کے ضروری اجزا (خاکہ بیان کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں) ’’جناب مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ، جماعت اہل حدیث کے امیر تھے۔ پکے سلفی، نہایت ذوفہم، پختہ عالم، بلند پایہ خطیب! زیر نظر مقالہ میں موصوف نے اسلامی نظام حکومت کے تین اجزا: امارت، شوریٰ اور انتخاب پر روشنی ڈالی ہے۔ ضمناً خلفائے راشدینؓ کے انتخاب اور وہابی تحریک جیسے مسائل بھی زیر قلم آتے گئے۔ مقالہ کے بعض اجزا سے اتفاق مشکل ہے۔‘‘ کتنا مختصر مگر متوازن تبصرہ ہے، جس میں مؤلف کا تعارف، کتاب کے مشمولات کی تحسین اور ساتھ ہی اپنے اختلافی نقطہ نظر کی طرف بھی اشارہ فرمادیا!

ان مختصر تبصروں کے علاوہ حضرت شہید اسلامؒ کے مفصل اور طویل تبصروں کو بھی ہم تسہیل فہم کے لئے دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں: ایک طویل اور دوسرے طویل ترین۔ ان تبصروں میں تبصرہ نگاری کے جملہ لوازم کا بڑی خوب صورتی کے ساتھ خیال رکھا ہے۔ جس موضوع کی کتاب ہے، اس موضوع کا تعارف، اس موضوع کی اہمیت، کتاب کی وجہ تالیف، مصنف کا تعارف، کتاب کے مندرجات کا تجزیہ۔ اس کے لئے کتاب کے اقتباسات کی مدد لینا اور ان پر اپنے نقطہ نظر کا اظہار۔ اکثر وہ کتب جو تحقیقی و تخلیقی طرز کی ہیں، ان کے تبصرے میں یہی شان نظر آتی ہے۔

مولانا لدھیانویؒ کے وہ طول طویل تبصرے جو دو تین صفحات سے شروع ہو کر بعض اوقات ساٹھ ستر صفحات تک بھی جا پہنچے ہیں، یہی اصل کتاب کی روح ہیں، ان تبصروں کی ایک ایک سطر اہل ذوق کے لئے دلچسپی اور حظ اٹھانے کا ساماں مہیا کئے ہوئے ہے، ان تبصروں کے ہر ہر جملے میں علم و ادب کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے، ان تمام کتابوں کے نام ہم نے بڑی محنت سے جمع کئے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں:

’’قرآنِ محکم، تاریخ تفسیر و مفسرین، نشر الازھار، الامام الترمذی وتخریج کتاب الطھارۃ من جامعہ، کشف النقاب، ترجمان السنۃ، معارف الحدیث، اعلاء السنن، صحیفہ ھمام بن منبہ، فوائدِ جامعہ، بر’’عجالۂ نافعہ، ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام، تاویل الاحادیث، اسلام کا نظامِ امن، علمائے دیوبند کا مسلک، الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحۃ، عقیدۂ ظہورِ مہدی، علاماتِ قیامت اور نزول مسیح، اساسیاتِ اسلام، دمغ الباطل، الاشباہ والنظائر مع شرح حموی، شرح النقایۃ، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، اسلام کا نظامِ محاصل (ترجمہ کتاب الخراج)، صلاۃ الرسول یعنی رسول اللہ کی نمازیں، رؤیتِ ہلال، مجموعہ قوانین اسلام، جدید فقہی تحقیقات (مقالات فقہی کانفرنس بنوں)، کتاب الاموال، معارف مثنوی، دلائل السلوک، حضرت علیؓ اور حضرات خلفائے راشدینؓ، رحماء بینھم، شہدائے کربلا پر افترا، عقد ام کلثومؓ، فقہائے ہند، نزھۃ الخواطر، حضرت مجددِ الف ثانیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کا سفرنامہ افریقہ وانگلینڈ اور حیات طیبہ کا آخری رمضان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مفتی محمودؒ؛ ایک قومی راہنما، سوانح و تعلیمات حضرتِ عارفیؒ، پرانے چراغ، کردار قائداعظم، آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان، تاریخ دعوت و عزیمت، ہندوستان میں وہابی تحریک، معمارانِ پاکستان، تعلیم کا مسئلہ، تحریکِ جماعتِ اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ، برصغیر پاک و ہند میں اسلامی نظامِ عدل گستری، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات)، تاریخ تصوف، مکاتیب شیخ الحدیثؒ، انوارِ عثمانیؒ، کلام شاہ اسماعیل شہیدؒ، انیس الارواح، ملفوظاتِ عارفی ‘‘، اصلاح انقلابِ اُمت، اسلامی تہذیب دشمن، فضائل علم وعلماء، اسلام اور تربیتِ اولاد، ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، ماہ نامہ ’’الرشید‘‘ لاہور ’’نعت نمبر‘‘، ماہ نامہ ’’الرشید‘‘ لاہور ’’مدنی‘‘ و’’اقبال نمبر‘‘، ماہ نامہ اقرأ ڈائجسٹ ’’قطب الاقطاب‘‘ نمبر‘‘ (حصہ دوم)، ماہ نامہ ’’البلاغ‘‘ کراچی ’’مفتی اعظم نمبر‘‘، ماہ نامہ ’’الفرقان‘‘ لکھنؤ ’’بانی الفرقان نمبر‘‘، ماہ نامہ ’’نقیب ختم نبوت‘‘ ملتان ’’امیر شریعت نمبر‘‘ (حصہ دوم)، ماہ نامہ ’’الرشید‘‘ لاہور ’’دارالعلوم دیوبند نمبر‘‘، معارف الصرف، شرح ’’ارشاد الصرف‘‘، الرحیم اکیڈمی کی چند اہم اور مفید مطبوعات، مولانا وحید الدین خاں؛ اسلام دشمن شخصیت، کلمۃ عن الالحاد و کتاب التذکرۃ لأحد ملاحدۃ المشرق وجھود علماء الھند فی ھذا الصدر، الاستاذ المودودی وشیء من

حیاتہ وافکارہ، صحابہ کرامؓ اور ان پر تنقید، خلافت وملوکیت: تاریخی وشرعی حیثیت، اَدلّۂ کاملہ، ایضاح الأدلّہ، احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ، الکلام المفید فی اثبات التقلید، إصلاحِ مفاہیم، عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین، فاضل بریلوی: علمائے حجاز کی نظر میں، شرح فیصلہ بحث مسئلہ، تفریح الخواطر، اِسلام میں سنت وحدیث کا مقام، سنت کا تشریعی مقام: قرآنِ عظیم کی روشنی میں، اس دور کا عظیم فتنہ ''اِنکارِ حدیث''، مولانا محمد اِسحٰق سندیلوی (کراچی) کا مسلک اور خارجی فتنہ (حصہ اوّل)، تنبیہ الحائرین، ترجمہ فرمان علی، بائبل سے قرآن تک، اکفار الملحدین، ختم نبوت، تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء میں تحریری بیان، مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے سات سوالات اور مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات کا جواب الجواب۔''

اب ہم حضرت کے تنقیدی تبصروں کی طرف آتے ہیں۔ ان کے ہاں تنقید کا معیار متعین ہے، اور وہ ہے کتاب کے مندرجات۔ وہ کسی بھی مصنف ومؤلف کی ذات کو نقد کا موضوع بناتے ہیں اور نہ ہی اس کی دینی یا سیاسی وابستگی کو۔ یہ ان کا بڑا پن ہے کہ ایک ہی مصنف کی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ اس کی تحسین وتعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں، لیکن یہی مصنف کسی دوسری کتاب میں جمہور اہل سنت کے خلاف کوئی انتہاپسندانہ سوچ یا نظریے کو اسلامی تحقیق کے غلاف میں لپیٹ کر پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں، تو شہید اسلام اس کا نہ صرف ہاتھ پکڑتے، بلکہ اس کے نظریات کا مدلل رَدّ بھی کرتے ہیں، اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اس مصنف کی پشت پناہی کرنے والی فکری طاقتوں تک کو بے نقاب کر کے اتمامِ حجت کر دیتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں بصد اختصار پیش کی جاتی ہیں۔

''مولانا محمد حنیف ندوی'' ماضی قریب کے معروف اہلِ قلم ہیں، ان کی کتاب ''مطالعہ قرآن'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مولانا محمد حنیف ندوی علمی حلقوں کی جانی پہچانی شخصیت ہیں، ان کا طرزِ نگارش ادیبانہ، ذہن فلسفیانہ اور دل مؤمنانہ ہے۔ ان کی نظر قدیم کے علاوہ جدید پر بھی ہے، بلکہ نسبتاً زیادہ گہری۔ انہوں نے اس کتاب میں اُن کانٹوں کو صاف کرنے کی کوشش بطورِ خاص کی ہے جو مستشرقین اور ان کے معتقدین کے ذہن میں خلش کا باعث بنے، اس کا مطالعہ اہلِ علم کو عموماً اور جدید طبقہ کو خصوصاً کرنا چاہیے۔'' (نقد ونظر، جلد اوّل، ص:۷۹)

لیکن ان کی دوسری کتاب ''اساسیاتِ اسلام'' پر تبصرہ کرتے ہوئے شہیدِ اسلام کا قلم تیغ براں بن جاتا ہے، وہ ان کی کتاب کے تین ابواب، جن میں اسلام کی جدید تشکیل کے نام پر اشتراکیت کو اسلام بنا کر پیش کرنے اور اہلِ اسلام کو اس ازم کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے، کے مندرجات نقل کر کے پہاڑ سے مضبوط دلائل مولانا کی فکر کے جواب میں قائم کرتے اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کی یہ سوچ اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتی، یہ مغرب سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے اور اس میں تجدد نہیں، سراسر تجدید ہے۔ یہ تبصرہ کافی طویل ہے، اور جلد اوّل کے صفحہ نمبر ۲۷۵ سے ۲۹۳ کے شروع تک چلا گیا ہے، بایں ہمہ اسی کتاب کے غیر متنازعہ ابواب کی تعریف میں بھی کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیتے، چناں چہ لکھتے ہیں: ''مولانا ندوی سے بڑی بے انصافی ہوگی اگر ہم یہ اعتراف نہ کریں کہ موصوف نے ''اساسیاتِ اسلام'' میں وجودِ باری تعالیٰ، توحید، نماز، حق تعالیٰ کی ربوبیت اور اسلامی اخلاق سے متعلق، بعض جزوی امور سے قطع نظر، بڑی ایمان افروز بحثیں کی ہیں، جس میں ان کا قلم واقعتاً ابنِ تیمیہ اور شاہ ولی اللہؒ کی بلندیوں کو چھوتا نظر آیا۔ تاہم کتاب کے تین ابواب نے، جو اصل موضوع بحث سے تعرض کرتے ہیں، ان کی ساری قلم کاریوں پر پانی پھیر دیا ہے، یہ مواد اس قدر ''ایمان شکن'' ہے کہ اس کی توقع کسی ''مولانا ندوی'' سے کیا؟ کسی سلیم فکر عامی سے بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔'' (نقد ونظر، جلد اوّل، ص:۲۹۳) اس

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

تبصرہ سے قارئین، شہید اسلامؒ کی اعتدال پسندی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں: اس جلد میں پروفیسر غلام احمد حریری مرحوم کی دو کتابوں پر تبصرہ موجود ہے، ایک سیرتِ سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جس میں جمہور سے ہٹ کر کوئی قابل اعتراض بات نہیں، اس لئے اس پر کسی قسم کا نقد نہیں فرمایا، لیکن دوسری کتاب ''تاریخ تفسیر ومفسرین'' میں موصوف نے جمہور کے خلاف اپنے نظریات اور تقلید بے زار خیالات کو تحقیق کے نام سے پیش کرنے کی جسارت کی ہے، چناں چہ شہید اسلام نے ہر ہر باب سے ان کے خیالات کے اقتباسات نقل کر کے ان پر مدلل نقد کیا ہے۔ یہ تبصرہ، نقد ونظر جلد اوّل کے صفحہ ۸۳ سے شروع ہو کر صفحہ ۹۰ تک چلا گیا ہے۔ اس کے باوجود پروفیسر غلام احمد حریری مرحوم کی تحسین بھی بڑی فراخ دلی سے کی ہے، چناں چہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''پروفیسر غلام احمد حریری اپنے سیال قلم اور متعدد تراجم وتالیفات کی بنا پر علمی حلقوں میں معروف شخصیت ہیں۔'' (نقد ونظر، جلد اوّل، صفحہ: ۸۴) کتاب ''تاریخ تفسیر ومفسرین'' میں متنازعہ نظریات وخیالات پر مدلل نقد کے باوجود فرماتے ہیں: ''ان فروگذاشتوں سے قطع نظر، جن کی طرف گزشتہ سطور میں اشارہ کیا گیا ہے اور اس خاص طرز فکر سے صرف نظر کرتے ہوئے جو مصنف کی تحریر سے نمایاں ہے، ان کی یہ کتاب اپنے موضوع پر بڑی گراں قدر، معلوماتی، مبسوط اور جامع کتاب ہے۔ فاضل مصنف نے کوشش کی ہے کہ تفسیر کے طالب علم سے اس کا کوئی گوشہ مخفی اور کوئی بحث تشنہ نہ رہے۔''

(نقد ونظر، جلد اوّل، صفحہ: ۹۰)

ہم ایک اور مثال نقل کر کے اس باب کو بند کرتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالیؒ کی عربی تصنیف ''ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی'' میں تعدد ازدواج سمیت کئی ایک، بلکہ متعدد مسائل میں اجتہاد کے نام پر اجماعِ اُمت سے صریح اختلاف کیا گیا ہے۔ جس پر شہید اسلامؒ نے علمی نقد تو ضرور فرمایا ہے، لیکن ماضی کے ان بزرگ کے تعارف میں کسی قسم کی ادب واخلاق سے گری ہوئی بات نہیں کی۔ ملاحظہ فرمائیے! شہید اسلام لکھتے ہیں: ''نواب صدیق حسن خان بھوپالیؒ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ قریباً ہر اہم دینی موضوع پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے۔'' یہ ہوتا ہے اعتدال، جو علمائے دیو بند کا طرۂ امتیاز رہا ہے اور اب اس سلسلہ میں کافی کمی دیکھنے میں آتی ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ شہید اسلامؒ نے کسی مداہنت سے کام لیا ہو، بلکہ نواب صاحب کا مسلک بھی واضح کیا ہے: ''مسلکاً اہلِ حدیث تھے، خود اجتہاد کا دعویٰ تھا۔'' اسی پر بس نہیں فرمائی، بلکہ ان کے مقصد وحید کو بھی واضح اور طشت از بام فرمایا: ''کتاب وسنت کے فہم میں مصنف کا بیشتر زورِ قلم اس پر صرف ہوا ہے کہ ہر شخص کو خود مجتہد بننا چاہیے، اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے راہ نمائی حاصل نہیں کرنی چاہیے۔'' ساتھ ہی علامہ شوکانی، جو زیدی تھے اور نواب صاحب کی نظر میں، احادیث کو معلول، ارشاداتِ صحابہؓ کو بے وقعت اور اجماع کو قعقعہ تک کہنے سے نہیں چوکتے تھے، ان کی اصلیت بھی واضح کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ حضرات کتنی پست علمی سطح کے لوگوں کو ''مجتہد مطلق'' بنا دیتے ہیں۔''

یہ تو چند نمونے ہیں۔ اس قسم کے نمونے آپ کو کتاب کی دونوں جلدوں میں جابجا نظر آئیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب میں موجود ہر تبصرہ؛ تبصرہ نگاری کے تقاضوں کے عین مطابق معلوم ہوتا ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے والا گویا ایک بہت بڑی لائبریری کا وزٹ کر رہا ہے، جس کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر شہید اسلامؒ ایک ایک کتاب کا تعارف وتجزیہ ایسے دل نشیں انداز میں کرتے جا رہے ہیں کہ وہ ہر کتاب کا تجزیہ سننے پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اسے یہ کتاب ضرور خریدنی اور اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ کئی سالوں کے تبصرے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسی کتابوں کی بھی یقیناً ہے، جو اَب جنس نایاب بن چکی ہیں، ناشرین کو اس جانب خود توجہ دینی چاہیے، علم دوست باتوفیق احباب خود بھی ان کتابوں کے اصل مسودے حاصل کر کے انہیں زیورِ طباعت سے آراستہ کر سکتے ہیں، جو بلاشبہ ایک بڑی علمی خدمت ہوگی۔ ناشرین کے پتے کتاب سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

دیدہ زیب چار رنگے سرورق، کمپیوٹر کتابت اور فارمیٹنگ وجلد بندی سے ناشرین کی سلیقہ مندی عیاں ہے۔ لفظی اغلاط نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کاش! شروع میں شہید اسلامؒ کا تعارف بھی دے دیا جاتا تو ان کے تبصروں سے استفادہ مزید آسان اور دُور رس اثرات کا حامل بن سکتا تھا۔ بحیثیت مجموعی یہ کتاب ایک گراں قدر علمی دستاویز ہے، جو کتاب دوست اہلِ علم عوام وخواص کے لئے اچھی سوغات اور ہر لائبریری وکتب خانہ کی ضرورت ہے۔ اُمید ہے کہ اس کی قدر کی جائے گی۔

☆☆..........☆☆

خواتین کے لئے تحفظ ختم نبوت کورس

خوش آئند اقدام

مرسلہ: ش۔ع، گلشن اقبال کراچی

۲۳رفروری ۲۰۱۹ء کا شمارہ ہفت روزہ ختم نبوت گھر میں آیا جیسے ہی اس مضمون پر نظر پڑی ’’تحفظ ختم نبوت کورس، برائے خواتین‘‘ پر جو کہ شاہ فیصل کالونی میں ہوا۔ ۲۰ روزہ ختم نبوت کورس کا مقصد ایسی خواتین معلمات تیار کرنا ہے جو اس موضوع سے پوری طرح واقف ہوں اور معاشرے میں اس شعور کو اجاگر کریں اور اس مشن کو آگے بڑھائیں۔ اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین نے شرکت کی۔

یہ ایک ایسی خبر تھی جس کو پڑھ کر اس قدر خوشی ہوئی کہ نا قابل بیان ہے لیکن میرا دل اپنی لاعلمی کی وجہ سے کورس میں عدم شرکت پر بہت رنجیدہ ہے، یوں تو اس جماعت سے خاندانی وابستگی آرہی ہے۔ پہلے حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ پھر نانا جان مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ پھر مولانا فخر الزمان شہیدؒ اور بزرگوں کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک اس بابرکت و باسعادت جماعت سے جوڑا ہوا ہے۔

یہ غالباً ۲۰۰۸ء کی بات ہے کہ جب مجھے عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کے بارے میں جاننے کا شوق ہوا، تب میری والدہ نے مولانا فخر الزمان شہیدؒ جو کہ میری والدہ کے خالہ زاد بھائی تھے، ان سے کہا کہ: ’’اس کو اس موضوع پر لٹریچر لادو جو اس کی سمجھ کے مطابق بھی ہو۔‘‘ (اس وقت اسکول کا زمانہ تھا) چنانچہ ایک ہفتے بعد انہوں نے کچھ کتابچے مجھے بھجوادیے جن میں ایک بڑا ہی مفید کتابچہ ’’شعورِ ختم نبوت اور فتنۂ مرزائیت (کورس پروگرام)‘‘ بھی تھا جو خود بھی پڑھا اور کسی کو بھی دیا، تھوڑی سی آگاہی کے بعد دل میں شدت سے خواہش ہوگئی کہ کاش! خواتین کو بھی مردوں کی طرح مفصل کورس کروایا جائے اور اس موضوع پر سیمینارز ہوں، کیونکہ تاریخ میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ کسی بھی فتنہ کے پھیلاؤ کے لئے باطل قوتیں مختلف طریقوں سے عورتوں کو استعمال کرتی ہیں لیکن یہی عورت اس فتنہ کا توڑ بھی بن سکتی ہے، کیونکہ مشہور مقولہ ہے: ’’الحدید یفلح بالحدید‘‘ (لوہا لوہے کو کاٹتا ہے) یہ بھی مشہور ہے کہ: عورت کا داؤ پکا ہوتا ہے، اور ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، عورت کم از کم اپنے گھر کے مردوں کو تو قائل کر ہی لیتی ہے اور ان ہی کی تربیت سے رجال کار بنتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جن بچوں نے حصہ لیا وہ بھی تو عظیم ماؤں کے تربیت یافتہ تھے۔

میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اگر اس مشن میں خواتین بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تو فتنۂ قادیانیت جو آخری سانسیں لے رہا ہے بہت جلد نیست و نابود ہوجائے گا اور ان کی شرکت سے مرد حضرات کو الگ سے خواتین کو وقت نہیں دینا پڑے گا، کیونکہ اس فتنہ کے خلاف علماء امت بڑی تن دہی سے مصروف عمل ہیں اور ان کی اس معاونت سے خواتین بھی اجر وثواب کی حق دار ٹھہریں گی۔

عورتوں کے لئے بڑے آرام سے اجر وثواب کمانے کے ڈھیروں مواقع ہیں، یہاں ایک بات نقل کرتی چلوں کہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ایک جگہ خواتین سے خطاب کے دوران فرمایا: ’’حضرت عمر بن خطابؓ ہی تھے جنہوں نے مشرکین کو چیلنج کرتے ہوئے بیت اللہ میں نماز پڑھی اور کوئی مائی کا لال انہیں نہ روک سکا۔ اس کے بعد وہاں نماز پڑھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا آج تک اور آج سے پھر قیامت تک ان تمام سجدوں کا ثواب حضرت عمرؓ کو جارہا ہے اور پھر ان کا ثواب ان کی بہن فاطمہ بنت خطابؓ کو جارہا ہے جو حضرت عمرؓ کے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

اسلام لانے کا سبب بنیں۔" یہ کورس خواتین کے لئے گولڈن چانس تھا۔

۲۰۱۲ء میں ختم نبوت خط و کتاب کورس بھی کیا جو کہ سالوں سے اس کا سلسلہ چل رہا ہے بہت سے لوگ اس سے گھر بیٹھے مستفید ہورہے ہیں۔ مجھے اس سے بھی فائدہ ہوا، شوق کے ہاتھوں مجبور ہوئے تو سیمینارز اور بیانات میں شرکت کرنا شروع کی اور جہاں خواتین کا انتظام نہ ہوتا تو والد صاحب کو MP3 دے کر بھیجتے اور ریکارڈ کروا لیتے۔ تقریباً تین یا چار سال پہلے ملیر کے علاقے میں مدرسہ فاطمۃ الزہرا انعم ہومز میں پانچ روزہ کورس ہوا تو اس میں بوجہ تعلیمی مصروفیت شرکت تو نہ کرسکے لیکن بھلا ہو ریکارڈ کرنے والوں کا کہ ہم نے ریکارڈ شدہ سی ڈی میں کورس سن لیا۔ اس کے بعد اللہ جزائے خیر دے اکابرین امت کو کہ انہوں نے "آئینہ قادیانیت" میں سے کچھ سوالات وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے طالبات کے کورس میں شامل کردیئے، پھر شادمان ٹاؤن میں اہلیہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی سرپرستی میں دو روزہ کورس ہوا، پھر ملیر کے ہی ایک اور مدرسے میں پانچ روزہ کورس ہوا، اس کے علاوہ بھی کئی کورس خواتین کے لئے ہوئے ہوں گے جو علم میں تھے ذکر کئے ہیں اور اب ۲۰ روزہ کورس جو ۱۲راگست سے ۲۰ردسمبر ۲۰۱۸ء کی مدت میں پورا ہوا۔ تفصیلی مطالعہ کے ساتھ یہ کورس ہوا، ایسا لگتا ہے کہ ۹ سال سے جو خواہش دل میں تھی، اللہ تعالیٰ نے پوری کی۔ جب بھی ہم کہیں "لجنۃ اماء اللّٰہ" (قادیانی جماعت کی تنظیم) کا ذکر پڑھتے تو دل چاہتا کہ ہم بھی عورتوں کی تنظیم بنا کر کام شروع کردیں لیکن نانا جان کا قول ہمیشہ یاد آتا کہ "جو ڈرائیور دیکھتا ہے وہ پسنجر (سواری) نہیں دیکھتا۔" بزرگوں کا خواتین میں بیانات کا سلسلہ شروع سے چل رہا ہے، لہٰذا ان کے ذریعے اکابرین امت خواتین کو ہمیشہ آگاہ فرماتے رہے ہیں اور بلاشبہ وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کس کام کے لئے کون سا طریقہ موزوں رہے گا، البتہ کورس تفصیلی طور پر ہو یہ خواہش ہم نے دل میں دبائے رکھی بفضل خداوندی پوری ہوئی۔

• یہاں ایک قول حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ (سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) کا نقل کرتی ہوں جو برطانیہ کی کانفرنس میں فرمایا: "عورتیں اتنا کریں کہ جس طرح اپنے بچے کو بچپن میں لا الٰہ الا اللہ سکھاتی ہیں، اسی طرح انہیں "لا نبی بعدی" بھی سکھادیں۔" یہ بڑا آسان طریقہ ہے اس عقیدہ کو پھیلانے کا، کم وقت میں زیادہ فائدہ، ہر عورت اپنے گھر کے بچوں اور مردوں پر محنت کرے تو یہ سارے فتنے اپنی موت آپ مرجائیں گے۔

آخر میں تحفظ ختم نبوت کورس کے ذمہ داران کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتی ہوں کہ برائے مہربانی جب بھی کوئی ایسا کورس کروائیں تو جو طریقہ وہ اس کی تشہیر کا مناسب سمجھیں اس کے ذریعے اس کی تشہیر فرمادیں تاکہ مجھ جیسی گھر بیٹھی خواتین بھی اس میں براہ راست شرکت کرکے استفادہ کرسکیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ ☆☆

اقوام متحدہ، او آئی سی عالمی دہشت گردی کی روک تھام کیلئے ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دے: مولانا عطاء الرحمن

تلہ گنگ .... جے یو آئی (ف) کے مرکزی رہنما مولانا عطاء الرحمن نے کہا ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات کا تحفظ ہمارا مشن ہے۔ پاکستان کی نظریاتی شناخت کے لئے قومی سفر جاری رکھیں گے۔ مغربی دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی فورم پر صدائے حق بلند کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز چوآسیدن شاہ (چکوال) میں سرگودھا ملین مارچ کی تیاریوں کے حوالے سے منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر یادگار اسلاف مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، پنجاب کے رہنما پیر سید فیاض حسین شاہ، مولانا عطاء الرحمن قاسمی، مولانا پائندہ خان، مولانا نعمت اللہ، مولانا محمد عبداللہ، مولانا اسد اللہ اور دیگر مقامی قائدین اور کارکنان کی بڑی تعداد موجود تھی۔ مولانا عطاء الرحمن نے مزید کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن ایک سازش کے تحت یہودی لابی کے ایجنٹوں کو ملک پر مسلط کرکے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت قانون کے خلاف سازشیں شروع کی گئی ہیں جن کو ناکام بنانے کے لئے ملک بھر کی طرح ۳۱ رمارچ کو سرگودھا میں تاریخ ساز ملین مارچ ہوگا۔ یہ ملین مارچ حکمرانوں کے خلاف ریفرنڈم ثابت ہوگا، انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ ملین مارچ کی کامیابی کے لئے ہر سطح پر تیاریاں تیز کریں، مولانا عطاء الرحمن نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ، او آئی سی مسلمانوں کے تحفظ اور عالمی دہشت گردی کی روک تھام کے لئے ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دے۔ انہوں نے کہا کہ نیوزی لینڈ دہشت گردی واقعہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ دہشت گرد مسلمان نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود ہیں جو دنیا بھر میں مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو نشانہ بنا کر اسلام کے آفاقی پیغام کو روکنا چاہتے ہیں، اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اور پیغمبر اسلام نے ہمیشہ محبت اور امن کا درس دیا ہے، انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام طاغوتی قوتوں کے خلاف عظیم عالمگیر تحریک کا نام ہے جو شیخ الہندؒ کے نظریات اور افکار کا تسلسل ہے، جمعیت ہی سیکولرازم کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ہے اس ملک کی بقا اور تحفظ اسلام کی بنیاد پر قائم ہے۔

دلوں پر گناہوں کے مہلک اثرات

مفتی تنظیم عالم قاسمی

زمانۂ جاہلیت کے تاریک دور میں جب قرآن روشن دلائل لے کر نازل ہوا تو بہت سے خوش نصیب لوگ پہلے ہی وہلے میں اسلام کے در پر جھک گئے، قرآن نے ان کے دلوں میں ہلچل پیدا کردی، خدا کے وجود، اس کی لامتناہی قدرت و عظمت کے وہ قائل ہوئے اور انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ ایک خدا کے علاوہ جن بتوں کے سامنے ہم سجدہ کرتے تھے، وہ باطل اور جھوٹے ہیں، اسلام کی سچائی پاکر وہ اپنی قسمت پر ناز کرتے اور گمراہی میں گزری ہوئی زندگی پر انہیں کبھی کبھی بڑا افسوس ہوا کرتا تھا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود، وحدانیت، حشر ونشر، قیامت، جنت وجہنم اور آخرت کے مناظر کو اس طرح صاف اور روشن دلائل سے بیان کیا ہے کہ ان میں ادنیٰ غور وفکر سے ہدایت نصیب ہوسکتی ہے؛ لیکن اس کے باوجود کفار مکہ کی ایک بڑی تعداد کفر وشرک پر قائم رہی، اسلام ان کے قلب وجگر کو مسخر نہ کرسکا اور نہ ہی اس کے دلائل ان کی زندگی کو صحیح رخ دے سکے، قرآن نے اس کی وجہ بیان کی ہے:

ترجمہ: ’’جن لوگوں نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے، ان کے لئے یکساں ہے، خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، بہر حال وہ ماننے والے نہیں ہیں، اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔‘‘ (البقرہ:۶-۷)

یعنی ان باتوں میں تاثیر بجا طور پر پائی جاتی ہے؛ مگر کسی موثر کلام سے فائدہ اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب کہ سننے والوں کا ارادہ نیک ہو، وہ اسے قبول کرنے اور ماننے کا قصد کریں، ورنہ کسی موقف پر ضد اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کے لئے ہزار دلائل بھی بے سود ہیں۔

کفار مکہ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا کہ وہ حق بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اگر سمجھتے بھی تو اسے عناداً قبول نہیں کرتے، سچی بات کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے، راہ حق کو نہیں دیکھتے تھے، ان لوگوں نے نفرت وعناد کے سبب کچھ ایسا حال بنالیا تھا کہ مذہب اسلام کی صداقت ایک خدا کے وجود اور حشر ونشر کے روشن اور واضح سے واضح دلائل کو دیکھنے اور سننے کے لئے وہ تیار ہی نہیں ہوتے تھے، ان کی اصلاح اور ایمان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کوشش کرتے وہ رائیگاں ہو جاتی اور ذرا بھی ان کے دل ودماغ پر اس کا اثر مرتب نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ باتوں کو رد کردیا ہے اور سچے راستہ کے خلاف دوسرا راستہ اختیار کرلیا ہے؛ اس لئے اللہ نے ان کی حالت پر نظر رکھتے ہوئے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، ان کے نتائج انتہائی بُرے اور خوفناک ثابت ہوں گے۔

کسی چیز پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے: تاکہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو، کفار مکہ نے سوچنے سمجھنے اور قبول حق کے تمام راستے اپنے اوپر بند کرلئے تھے؛ اس لئے ان کی اصلاح کی توقع فضول تھی، قرآن نے ان کے دلوں پر مہر بندی کی اطلاع کے ساتھ عذاب عظیم سے باخبر کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق بات کا دلوں پر اثر انداز نہ ہونا؛ اس لئے ہوتا ہے کہ گناہوں کی کثرت اور بے توجہی کے سبب قدرتاً دلوں پر مہر لگادی جاتی ہے جو ایک انسان کے لئے بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے اور یہ دنیا وآخرت کا بڑا خسارہ ہے۔

آج ہم اپنے دلوں کا جائزہ لیں، سماج اور معاشرہ پر نظر ڈالیں کہ اسلامی احکام کی اتباع کے لئے ہم کتنا دوڑ رہے ہیں، دینی اجلاس واجتماع کی کثرت ہے، درس قرآن اور درس حدیث کی کمی نہیں، دینی تحریکات اور اصلاحی کوششوں کی بھی کمی نہیں، ہر جمعہ نماز سے قبل مختلف عنوان پر اصلاحی بیانات کا سلسلہ جاری ہے، ہر طرف قرآن اور حدیث کی ہی باتیں آپ کو ملیں گی، مدارس ومکاتب اور خانقاہوں کا وجود نہ صرف

باقی؛ بلکہ ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، پھر اس کے باوجود روحانی اعتبار سے ملت بیمار کیوں ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ خود مسلمانوں کے گھروں اور سماج میں ایسی بے حیائیاں جنم لے رہی ہیں، جن سے انسانیت کو بھی شرم آتی ہے، سود، رشوت، شراب نوشی، زناکاری، ظلم وزیادتی، قتل وغارت گری، گالی گلوچ، بد اخلاق و بدکرداری، ناجائز عقد و معاملات اور دیگر برائیاں اس طرح مسلم معاشرے میں جڑ پکڑ گئی ہیں کہ ان کے ازالہ کے لئے بڑے سے بڑے مصلح، داعی، مفکر و مدبر کی کوششیں بے کار ثابت ہورہی ہیں، قرآن وحدیث پر مشتمل ان تقاریر و بیانات کا کوئی اثر ہے اور نہ اصلاحی و دینی مضامین و مقالات اور کتابوں کا، پہلے کے مقابلے میں اب دینی رسائل و جرائد کی بھی بہتات ہے اور کتابوں کی طباعت ہر سال بڑھتی جارہی ہے؛ لیکن برائیوں اور بے حیائیوں کا سیلاب ہے، جس پر بند لگانے کی ہر کوشش ناکام ہے۔

قرآن پڑھنے کی ایک مثال لیجیے، صحابہ کرامؓ جب قرآن پڑھتے یا سنتے تو ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے، جہنم کے مناظر اور اس کے خوفناک عذاب کے بیان سے جسم کانپ اٹھتا، جنت کی لازوال نعمتوں کا اشتیاق پیدا ہوتا، وہ بچوں کی طرح روتے، بلکتے اور تڑپتے تھے؛ بلکہ ابوجہل، ابولہب، اخنس بن شریق جیسے سخت دل کفار مکہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے تہجد کی نماز میں قرآن سنتے تو زار وقطار روتے اور ان کے کلیجے پھٹ پڑتے تھے؛ مگر آج ہم بھی قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں؛ غور کیجیے کہ کیا اس عظیم الشان کتاب کی آیات سننے سے دلوں میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے، روح میں وجد آتی ہے، زندگی میں انقلابی اثرات رونما ہوتے ہیں، شب وروز قرآن پڑھنے کے باوجود بھی کبھی نہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ ہمارے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے اور نہ ہی قلب وجگر کی تسخیر پائی جاتی ہے۔

اسی طرح عمل کی باری آئی تو صحابہ کرامؓ اس میں بھی کھرے اترے، جیسے ابتداء اسلام میں شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، عرب کے دستور کے مطابق بعض مسلمانوں میں بھی اس کی لت پڑی ہوئی تھی؛ لیکن مدنی زندگی میں سورہ مائدہ آیت ۹۰-۹۱ میں جب اس کو واضح طور پر حرام قرار دے دیا گیا تو وہی مسلمان جو اس کے دلدادہ اور عاشق تھے، اس کی حرمت سننے کے بعد فوری طور پر رک گئے، شراب کے برتنوں اور مٹکوں تک انہوں نے توڑ ڈالے اور گلیوں میں شراب بہادیے، روایت میں ہے کہ جس وقت شراب کی حرمت نازل ہوئی شراب کا جام بعض لوگوں کے ہاتھ میں تھا، کچھ پی چکے تھے، کچھ جام میں بچ رہا تھا، انہیں حرمت کا علم ہوا تو شراب کے باقی حصوں کو برتن میں انڈیل دیا اور اسے ضائع کردیا، پھر کبھی اس کی طرف توجہ نہیں کی، عام طور پر انسان جب کسی چیز کا عادی ہوتا ہے اور اس کی لت پڑجاتی ہے، اس کا چھوڑنا انتہائی دشوار اور وقت طلب ہوتا ہے؛ لیکن اطاعت وفرمانبرداری اور خوف خدا کی یہ حیرت انگیز مثال دیکھئے کہ شراب جس کو وہ چائے کی طرح پینے کے عادی تھے، حکم خداوندی آتے ہی کسی پس وپیش کے بغیر اس کو ترک کردیا؛ بلکہ شراب کا جو جام وہ ہونٹ سے لگا چکے تھے، جیسے ہی قرآن کی آیت سنائی گئی، اسی لمحے میں اپنے جام کو ہونٹ سے علیحدہ کرلئے اور پھر شراب کا ایک قطرہ بھی حلق میں نہیں گیا، یہ اطاعت دل پر کتنی گراں گزرتی ہوگی اور کس صبر سے انہوں نے کام لیا، کیا خوف خدا کی یہ مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

آج سودی کاروبار کرنے والے مسلمان سود کی حرمت کے خلاف تقریریں سنتے ہیں، سود پر اللہ کا جو غضب نازل ہوتا ہے اور آخرت میں اس کے جو خوفناک نتائج ہوں گے، ان پر بھی ان کی اچھی نظر ہے، سودی لین دین کی لعنت والی قرآنی آیات واحادیث کا مطالعہ بھی کرتے ہیں؛ لیکن کیا ان بیانات سے قرآن وحدیث کی دھمکیوں سے ہمارے دل میں کوئی حرکت پیدا ہوئی، کتنے ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے خوف خدا کے سبب قرآنی احکام سنتے ہی ایسے کاروبار کو ترک کردیا ہو اور گزرے ہوئے معاملات پر آنکھوں سے آنسو بہے ہوں، زندگی گناہوں اور برائیوں سے لت پت ہے اور ان جرائم کے خلاف شب وروز قرآن وحدیث کی باتیں کانوں سے ٹکراتی ہیں، عذاب قبر اور جہنم کے مناظر کا بیان بھی سامنے ہوتا ہے؛ لیکن جسم میں کوئی حس نہیں ہے، دل و دماغ میں کوئی انقلاب نہیں، شب وروز کی عملی رفتار میں کوئی تغیر نہیں؛ بلکہ نیکیوں کے بجائے برائیوں کی طرف، رحمتِ خداوندی کے بجائے اس کے غضب کی طرف ہم لپک رہے ہیں، بلاشبہ قرآن کی اپنی تاثیر باقی ہے، شریعت کی پابندیاں اپنی جگہ قائم ہیں، جنت وجہنم کی ساری باتیں پہلے کی طرح اب بھی تازہ ہیں؛ لیکن دلوں کی کیفیت بدل گئی، ایمانی حرارت میں فرق آ گیا، عند اللہ

جواب دہی کا احساس مٹ گیا، جس دل میں سختی پیدا ہوجاتی ہے، قبولیت کے تمام دروازے اس کے لئے بند ہوجاتے ہیں اور ایسے قلوب کے لئے قرآن نے بہت سخت وعید بیان کی ہے:

ترجمہ:''تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہوگئے، وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (الزمر:۲۲)

کہیں ایسا تو نہیں کہ بداعمالیوں کے سبب ہمارے دلوں پر مہر لگادی گئی ہو، جس کی وجہ سے اصلاح کی تمام کوششیں ضائع ہورہی ہیں اور دل ودماغ پر قرآن وحدیث کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہے، اگر ایسا ہے تو یہ بڑی بدبختی اور محرومی کی بات ہوگی؛ اس لئے اپنے قلوب کی تہوں میں جھانک کر دیکھئے، تنہائی میں غور کیجیے، دل کو ٹٹو لئے اور توبہ کیجیے، اپنے گناہوں اور بداعمالیوں سے آج اس کا موقع ہے، آنکھیں موند لینے کے بعد حسرت کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

دلوں پر اچھی بات اثر انداز نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن نے کہا:

ترجمہ:''ہرگز نہیں بلکہ در اصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے بُرے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔'' (المطففین:۱۴)

گناہوں کی کثرت ومزاولت سے دل پر تاریکی چھاجاتی ہے، پھر جوں جوں گناہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تاریکی میں شدت پیدا ہوتی رہتی ہے اور حالت اس قدر پختہ ہوجاتی ہے کہ روشن دلائل اور قرآن وحدیث کی باتوں اور نیک خیالات کا اس پر ہرگز نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

ترجمہ:''انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر اس نے توبہ واستغفار کرلیا تو سیاہی مٹ جاتی ہے اور دل صاف ہوجاتا ہے؛ لیکن اگر اس نے اس گناہ سے توبہ نہ کی اور دوسرا گناہ کرلیا تو ایک دوسرا نقطہ سیاہ لگ جاتا ہے اور اسی طرح ہر گناہ پر سیاہ نقطے لگتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سیاہی سارے قلب پر محیط ہوتی ہے، اسی ظلمت وسیاہی کا نام قرآن کریم میں ''ران'' آیا ہے: ''کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر:۷۹۳۹)

اس مضمون پر مشتمل متعدد احادیث مذکورہ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی سرکشی اور بداعمالیوں سے دل کی نورانیت ختم ہوجاتی ہے، پھر نصیحتوں اور نیک باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، دل کی سیاہی ایک پر ایک گناہ سے بڑھتی ہی جاتی ہے، جب تک توبہ واستغفار کرکے اسے پاک صاف نہ کرلیا جائے، ہر کلام اس کے لئے غیر مؤثر ثابت ہوتا ہے؛ اس لئے ایک مسلمان کو چاہئے کہ اپنے دل کو گناہوں سے آلودہ نہ ہونے دیں، اگر بشری تقاضے کی بنیاد پر کبھی گناہ سرزد بھی ہوجائے تو اللہ کی طرف رجوع ہو، آنکھوں سے آنسو بہا کر خدا کے حضور صدق دل سے توبہ کرے، دل کی سیاہی ساری محرومی کی جڑ ہے، دل روشن اور پاکیزہ رہے تو تمام اعضا سے نیک اور خدا کی مرضی کے مطابق امور انجام پاتے ہیں اور دل میں ہی کجی رہی تو کوئی عضو نیک کام کے لئے تیار نہیں ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

''آلا ون فی الجسد مضغ ذا صلحت صلح الجسد کلہ وذا فسدت فسد الجسد کلہ، آلا ھو القلب۔'' (صحیح بخاری)

ترجمہ:''خبردار! بلاشبہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ ٹکڑا صالح رہتا ہے تو تمام بدن میں صالحیت رہتی ہے اور جب اس مین فساد پیدا ہوتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، خبردار! اور وہ ٹکڑا دل ہے۔''

جسم کا نظام بگڑنے سے مراد اس سے صحیح افعال کا صادر نہ ہونا ہے، یعنی جب دل میں کجی اور فساد آتا ہے تو اعضا سے بھی بُرے افعال صادر ہوتے ہیں اور دل صحیح رہتا ہے تو وہ اعضا کو صحیح اور نیک کام کی ترغیب دیتا ہے اور انسان سے اچھے کام کا صدور ہوتا ہے اور اس پر دین کی باتیں اثر انداز ہوتی ہیں، ورنہ دل سیاہ رہتے ہوئے قیمتی سے قیمتی باتیں بے سود ثابت ہوتی ہیں، آپ اگر اپنی کامیابی چاہتے ہیں تو دل کو سیاہ ہونے سے بچائیے، گناہوں سے توبہ واستغفار کی عادت ڈالئے، توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس سے بڑا سے بڑا گناہ بھی ختم ہوجاتا ہے، اگر آپ نے گناہوں سے توبہ نہیں کیا تو دل کی سیاہی بڑھتی جائے گی اور پھر اچھے اچھے دینی مضامین، اچھی کتابیں اور مؤثر خطاب بھی آپ کو صحیح رخ نہیں دے سکتا، ضلالت وگمراہی آپ کا مقدر بن جائے گی، جو ایک انسان کے لئے ایسی ہلاکت ہے جس سے بڑی کوئی ہلاکت نہیں۔

☆☆..........☆☆

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۱۰

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

انگریزی الہام:

مرزا کا کہنا تھا مجھے الہام بھی ہوتے ہیں یعنی اللہ کی طرف سے باتیں اس کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ مزے کی بات یہ کہ مرزا کو الہام عربی زبان میں نہیں، اردو یا انگریزی زبان میں ہوتے تھے۔ اس نے اپنی کتابوں میں بے شمار الہامات درج کیے ہیں۔ آج ہم اس کتاب میں وہ الہامات آپ کو بھی سناتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سب کے سب مرزا کی اپنی کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں یعنی اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمایئے مرزا کو الہام ہوا:

آئی لو یو....I Love You

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

آئی ایم ود یو.....I am with you

میں تمہارے ساتھ ہوں۔

پھر الہام ہوا:

آئی شیل ہلپ یو...I shall help you

یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔

آئی کین واٹ آئی ول ڈو

I can, what i will do...

میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

یہ غالباً ویسا انگریزی ترجمہ ہے، جس طرح کا ابتدائی کلاسوں کے بچے اسکولوں میں کرتے ہیں اور ٹیچر مزے لے لے کر ایسی کوششوں کے نمونے اپنے دوستوں کو سناتے ہیں۔

پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے بدن کانپا (مرزا کا) اور یہ الہام ہوا:

دی کین واٹ وئی ول ڈو...

We can what we will do

ہم کر سکتے ہیں جو ہم کریں گے۔

آگے مرزا لکھتا ہے:

''اور اس وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔''

آپ نے اس الہام کے الفاظ پڑھے، آپ آخری جملے پر غور کریں، لکھتا ہے: ''گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔''

یہاں مرزا نے اپنے خدا کا مزید تعارف کروادیا ہے۔ اس نے خود اپنی کتاب میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ اب جس پودے کو انگریز نے لگایا، اسے الہامات بھی انگریز ہی کی طرف سے ہوسکتے تھے۔ مطلب یہ کہ انسان لاکھ جھوٹا ہو، کبھی نہ کبھی اس کے منہ سے سچ نکل ہی جاتا ہے۔ شیطان تک کبھی کبھار سچ بولنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

مزید ملاحظہ کیجیے:

گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی ....

God is coming by his Army

اللہ اپنی فوج کے ساتھ آرہا ہے۔

''بائی'' کے لفظ پر غور کریں۔

"The Days" دی ڈیز شل کم دن گاڈ شل ہلپ یو۔ وہ دن آئیں گے جب اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ پہلے "Shell" کی فصاحت پر غور کریں۔ یہ الہامات مرزا کی کتاب حقیقۃ الوحی سے لئے گئے ہیں۔

غلط انگریزی کے علاوہ مرزا کو پنجابی میں بھی الہام ہوتے تھے۔ اس کا ایک الہام ہے:

''پٹ پٹ گئی۔ یعنی پٹی تباہ ہوگئی۔''

مرزا نے اس فرشتے کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ الہامات یا وحی اس تک پہنچاتا تھا، اس نے اس کا نام ٹیچی ٹیچی لکھا ہے۔ اس کتاب میں لکھتا ہے:

''۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب دیکھا: ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا، اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا (مرزا جی خواب میں بھی روپے ہی دیکھتے تھے کیا نبوت ہے؟) میں نے اس کا نام پوچھا؟ اس نے کہا: نام کچھ نہیں، میں نے کہا: آخر کچھ تو ہوگا؟ اس نے کہا: میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں، یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا، تب میری آنکھ کھل گئی۔''

مرزائیوں کی ایک عجیب بات چلتے چلتے آپ کو بتادوں، مرزائی خود کو مرزائی کہتے ہوئے بہت گھبراتے ہیں، خود کو احمدی کہتے ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کیا آپ مرزائی ہیں؟ تو فوراً جواب میں کہتے ہیں: جی نہیں، ہم تو احمدی ہیں۔

اب آپ مرزا کا ایک الہام پڑھیں، آپ کو پڑھ کر حیرت ہوگی۔ مرزا لکھتا ہے:

''اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے: ''انا انزلنا قریباً من القادیان۔'' یعنی بے شک ہم نے نازل کیا قادیان میں۔''

جس روز یہ الہام ہوا، اس روز میرے بھائی مرزا غلام قادر میرے پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے انہوں نے یہ الفاظ پڑھے: ''انا انزلنا قریباً من القادیان'' تو میں سن کر بہت حیران ہوا کہ قادیان کا نام اور قرآن میں درج ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان۔

''یہ کشف تھا جو مجھے کئی سال ہوئے دکھایا گیا۔''

آپ نے کشف ملاحظہ فرمایا، الہام پڑھا۔ اب ذرا مرزائی حضرات قادیان کا لفظ قرآن میں دکھا دیں، کیونکہ کشف میں تو اگر کپڑوں پر سرخی کے قطرات گر جائیں تو وہ بھی محفوظ رہتے ہیں اور دیکھے اور دکھائے جاتے ہیں۔ تب پھر جب کشف میں مرزا نے قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھ لیا تو اب مرزائی ہمیں دکھا دیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو کم از کم غور ہی کر لیں کہ وہ کس دلدل میں پھنس گئے ہیں فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی بوقت ضرورت جو نقد رقم لے کر آتا تھا اور قرآن میں قادیان کا نام۔ اس پر دعویٰ نبوت کا.... ہے نا کمال!

مرزا جی کبھی کوئی سچ بول لیتے تھے اور یہ سچ تھا کہ انہوں نے بتا دیا کہ ان کا خدا اور رقم دلانے والا فرشتہ کس قسم کے ہیں۔ اب چند اور الہامات اردو زبان میں:

''اے مرزا! تو ہم سے میری اولاد جیسا ہے۔''

استغفراللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ''نہ اس (اللہ) نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔'' اور مرزا لکھتا ہے کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے اولاد جیسا کوئی اسی صورت ہی ہو سکتا ہے جب اولاد بھی موجود ہو، جس کسی کی کوئی اولاد نہیں، اس سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے، میں تو آپ کی اولاد جیسا ہوں یا کوئی کہہ سکتا ہے: آپ میرے لئے میری اولاد جیسے ہیں؟ کسی کے ہاں اولاد ہوگی تبھی یہ بات کہی جا سکے گی۔ اس سے ثابت ہوا مرزا جی کو جو عقیدہ سکھایا گیا وہ عیسائیوں والا تھا، وہ بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتا تھا۔ اس سے سکھانے والوں کا بھی پتا چلتا ہے اور اس بات کا بھی کہ مرزا مرتد ہونے کے ساتھ ساتھ مشرک بھی تھا۔

خطبہ الہامیہ نامی کتاب میں مرزا نے لکھا ہے:

''مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔''

ذرا غور فرمائیں! یہاں مرزا جھوٹ کی انتہا کر دی، لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس تحریر میں مرزا نے خود کو سب سے بڑا جھوٹا ہی ثابت کر دیا۔ یاد کیجئے! مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم سے جس کا نکاح ہوگا وہ مر جائے گا، اس نے مدت بھی مقرر کی تھی کہ ڈھائی سال کے اندر مر جائے گا، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے مرزا کو زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی تھی تب تو مرزا خود اپنی اس صفت سے کام لے کر محمدی بیگم کے والد احمد بیگ کو ہلاک کر سکتا تھا اور اپنی پیش گوئی کے مطابق خود کو سچا ثابت کر سکتا تھا، یہ تو اس کے لئے ایک سنہری موقع تھا، اسی طرح پادری عبداللہ آتھم کو بھی اس نے مرنے کا وقت بتا دیا تھا۔ وہ بھی نہ مرا.... اب مرزا کو چاہئے تھا اپنی اس صفت سے کام لے کر عبداللہ آتھم کو مقررہ وقت پر موت کی نیند سلا دیتا اور اعلان کر دیتا کہ دیکھو! میں نے عبداللہ آتھم کے اتنی مدت میں مر جانے کی پیش گوئی کی تھی اور یہ مر گیا، لیکن مرزا نے اپنے ہاتھوں سے یہ قیمتی مواقع ضائع کر دیئے۔

اَسی سال تک زندہ رہنا، مرزا جی کی اشد ترین ضرورت تھی ورنہ وہ جھوٹے ثابت ہوتے، وہ خود کو ۶۸ سال سے اوپر زندگی نہ دے سکا۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسی ذلت اور کذب بیانی سے محفوظ رکھے۔

اب ایک اور الہام سن لیں۔ مرزا نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

''اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ تو جس چیز کو کن کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

''کن'' کہنا صرف اللہ کی صفت ہے، اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں، لیکن مرزا نے یہاں دعویٰ کیا ہے کہ اللہ نے اس صفت میں اسے شریک کیا ہے۔ یہ اتنے بڑے جھوٹے ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔ (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

جامع مسجد مرکزی گوجرہ: مرکزی مسجد اہل حق کا قدیم مرکز ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قریبی عزیز اور شاگرد مولانا قاری محمد اسلم چشتی صابریؒ ایک عرصہ تک اس مرکز میں اہل حق کی نمائندگی فرماتے رہے۔ اب مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا محمد اسعد سلمہ خطیب وامام ہیں۔

مولانا محمد اسلم ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ بروز جمعرات تاجووال جالندھر میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد چک ۳۳۵ ڈبلیو-بی، تحصیل میلسی ضلع وہاڑی منتقل ہوگئے۔ فارسی سے مشکوٰۃ شریف تک مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن میں زیر تعلیم رہے۔ مدرسہ احیاء العلوم کی بنیاد حافظ حسام الدینؒ (والد محترم مولانا ضیاء الدین آزاد) نے رکھی۔ ایک زمانہ مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف کے علاوہ تمام اسباق ہوتے رہے۔ ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا مفتی محمد شفیع ہوشیارپوریؒ (والد محترم قاری محمد ادریس ہوشیارپوریؒ ملتان) یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تو مولانا محمد اسلم نے فارسی سے مشکوٰۃ شریف تک مذکورہ بالا اساتذہ کرام کی نگرانی میں یہیں پڑھا۔

دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان میں کیا، جہاں خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ، علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مولانا عتیق الرحمٰنؒ جیسے اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم کی سعادت نصیب ہوئی۔ تخصص فی الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں کیا۔ جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ جیسے اساتذہ حدیث میسر آئے۔

فراغت کے بعد گوجرہ کی کپڑا مارکیٹ کی مرکزی مسجد میں ۳۴ سال خطیب رہے۔ امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ گوجرہ کے قدیمی ادارہ مدرسہ اشاعت القرآن للبنات میں تاحیات تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مذکورہ بالا مدرسہ بنات کے مدارس میں سے قدیمی مدرسہ ہے۔ جہاں آپ نے ہزاروں بچیوں کو قرآن و حدیث کے علوم سے روشناس کرایا۔ اصلاحی تعلق شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ سے قائم کیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور خلافت پائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے ایک عرصہ تک امیر رہے اور علاقہ بھر میں قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ حضرت مولانا قاضی اللہ یار خانؒ، حضرت مولانا خدا بخشؒ اور حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے قریبی تعلق رہا۔

راقم نے بھی ان کی سرپرستی میں کئی ایک تبلیغی پروگراموں میں شرکت کی۔ کپڑا مارکیٹ کی مرکزی مسجد جو محکمہ اوقاف کے کنٹرول میں ہے سے ریٹائرمنٹ کے بعد گوجرہ میں مسجد عائشہ کے نام سے مسجد اور اس سے ملحق مدرسہ قائم کیا اور چودہ سال تک اس مسجد اور مدرسہ کی آبیاری میں مصروف رہے۔ ۱۶ رجنوری ۲۰۱۷ء کو انتقال فرمایا۔ مرحوم کے فرزند ارجمند اس وقت مرکزی مسجد کے خطیب ہیں۔ ضلعی مبلغ مولانا خبیب احمد سلمہ نے یکم فروری ۲۰۱۹ء کا جمعہ کا خطبہ اسی مسجد میں رکھا۔ تقریباً پون گھنٹہ ناموس رسالت کے عنوان پر خطابت کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ امدادیہ فیصل آباد کی ایک شاخ گوجرہ میں بھی اسی نام کے ساتھ قرآن وحدیث کے علوم کی تعلیم و تدریس اور نشرواشاعت کا مرکز ہے۔ جامعہ امدادیہ کے اساتذہ کرام مولانا مصدق عباس، مفتی حسین احمد، مولانا شہباز احمد، قاری شرافت علی کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور ہمارے حضرت رئیس الخطاطین مولانا سیّد نفیس الحسینیؒ کے ایک خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد دین دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری اور دعائیں حاصل کیں۔

دھیروکی ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم فروری عشاء کی نماز کے بعد چک نمبر ۳۳۳ ب-ج دھیروکی کی جامع مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت امام مسجد قاری محمد شریف نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا خبیب احمد نے اسلام، ایمان اور قادیانیت کے عنوان پر خطاب کیا۔ راقم نے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کا رد کیا۔ کانفرنس کا اہتمام جناب محمد

باقر، محمد ثاقب، ثروت اقبال، نعیم صفدر نے کیا، نگرانی جناب عرفان اللہ نے کی۔

جامع مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے خطیب مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ہیں جو جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید ہیں، بہت ہی باہمت اور دبنگ قسم کے انسان ہیں۔ ایک عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے زمانہ میں آفس سیکریٹری رہے۔ بعدازاں مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے خطیب مقرر ہوئے۔ تقریباً نصف صدی سے خطابت کے فرائض سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زعیم وامیر ہیں، آج کل امامت وخطابت کے فرائض آپ کے فرزند ارجمند مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ سرانجام دے رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قاضی فیض احمد اینڈ سنز غلہ منڈی کی بالائی منزل میں ہے۔ مولانا محمد خبیب سلمہ ضلع مبلغ ہیں اور متحرک عالم دین ہیں۔ رات مولانا عبداللہ لدھیانوی کی لائبریری والے کمرہ میں گزاری اور صبح کا درس جامع مسجد بلال میں دیا۔

العصر تعلیمی مرکز پیرمحل: مرکز ہذا کی بنیاد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے ۸ر محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۸ر فروری ۲۰۰۵ء کو رکھی۔ ادارہ کا نظم ونسق معیاری ہے۔ صفائی ستھرائی ودیگر معاملات میں مدیر جامعہ مولانا مفتی محمد شیراز لائق تقلید ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک تعلیمی نظم چل رہا ہے۔ دورۂ حدیث کا آغاز ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے کیا۔ مدیر جامعہ کا اصلاحی تعلق مرشد العلماء حضرت سیّد نفیس الحسینی رحمہ اللہ سے رہا ہے۔ ۲ر فروری ۲۰۱۹ء کو عصر کی نماز سے پہلے راقم نے طلبا واساتذہ سے بیان کیا اور چناب نگر کے سالانہ ختم نبوت کورس کی دعوت دی۔

اختتامی تقریب شعور ختم نبوت کورس: مولانا محمد خبیب نے مدرسہ امدادالعلوم رجانہ میں ’’شعور ختم نبوت کورس‘‘ رکھا۔ اختتامی تقریب ۲ر فروری کو مغرب سے عشاء تک منعقد ہوئی، جس میں پچاس سے ساٹھ افراد اور طلبا نے شرکت کی۔ راقم نے اختتامی تقریب سے خطاب کیا۔ کورس کا اہتمام مدرسہ کے مہتمم مولانا قاری محمد ناصر نے کیا۔ رات کا قیام وآرام مسجد بلال میں رہا۔

تحریک صوت القرآن سبزہ زار اسکیم

لاہور: جناب محمد الیاس سبزہ زار اسکیم کے متحرک و فعال شخصیت کے مالک ہیں، اپنے گھر میں عرصہ بارہ سال سے ہفتہ وار درس کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ ۳ر فروری صبح گیارہ بجے قبل از دوپہر سے سوا بارہ بجے تک عقیدۂ ختم نبوت از قرآن حکیم کے عنوان سے درس کا اعلان کیا، جن میں درجنوں مسلمانوں نے شرکت کی، تلاوت ونعت کے بعد راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ ’’ما کان محمد‘‘ پر درس دیا۔ درس کے اختتام پر سوال وجواب کی مجلس بھی منعقد ہوئی۔ راقم نے سامعین سے قادیانیوں کے ساتھ اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ سامعین نے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔

کالجز اینڈ ٹیچر سوسائٹی جوہر ٹاؤن لاہور میں سہ روزہ ختم نبوت کورس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم تا ۳ر فروری کو منعقد ہوا۔ اختتامی تقریب سے راقم نے حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ سامعین نے بڑے غور وفکر سے سنا۔ اجتماع پڑھے لکھے لوگوں پر مشتمل تھا۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی نجف کالونی اقبال ٹاؤن لاہور کے خطیب و امام مولانا محمد غازی مدظلہ تھے۔ دونوں پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم سلمہ کی مساعی جمیلہ سے منعقد ہوئے۔ آخرالذکر کا اہتمام مولانا محمد فاضل عثمانی نے کیا۔

دارالافتاء جمیل کرم آباد: تخصص فی الفقہ کے زیر تربیت علماء کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ دارالافتاء کے بانی مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہ ہیں جو ایک عرصہ تک حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فرزند نسبتی مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے معاون رہے۔ موصوف امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسین چکوال نور اللہ مرقدہ کے مسترشدین اور مولانا سیّد محمد امین شاہ مخدوم پور پوراں ضلع خانیوال کے خلفاء میں سے ہیں۔ زیرک عالم دین اور بالغ نظر مفتی ہیں۔ ایک عرصہ تک جامعہ اشرفیہ لاہور کے معاون مفتی اور صدر مفتی رہے۔ جامعہ کو چھوڑنے کے بعد جامع مسجد محلہ کرم آباد جس کے آپ عرصہ دراز سے خطیب چلے آرہے ہیں، اس میں دارالافتاء اور تخصص فی الفقہ کی بنیاد رکھی دس علماء کرام زیر تربیت ہیں۔ راقم مفتی صاحب مدظلہ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے متخصصین کو بھی عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت سے متعلق سبق پڑھادیں تو راقم نے ۴ر فروری قبل از نماز ظہر متخصصین کو علامات نبوت اور مرزا قادیانی پر تقریباً پون گھنٹہ درس دیا۔ (جاری ہے)

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیرِ اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

38

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

بتاریخ

13 اپریل 2019 تا 2 مئی 2019

بمطابق

۷ شعبان ۱۴۴۰ھ تا ۲۶ شعبان ۱۴۴۰ھ

زیرِ سرپرستی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670